منصبِ خلافت

(نمائندگان جماعت سے ایک اہم خطاب)

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

منصبِ خلافت

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ○ (البقرہ:۱۳۰)

دعائے ابراہیم

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی نسبت ایک پیشگوئی کا ذکر فرمایا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے رنگ میں ہے وہ دعا جو ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر مکہ کے وقت کی- رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ یہ دعا ایک جامع دعا ہے اس میں اپنی ذریت میں سے ایک نبی کے مبعوث ہونے کی دعا کی پھر اسی دعا میں یہ ظاہر کیا کہ انبیاء علیہم السلام کے کیا کام ہوتے ہیں ان کے آنے کی کیا غرض ہوتی ہے؟ فرمایا الٰہی ان میں ایک رسول ہو' انہی میں سے ہو-

انبیاءؑ کی بعثت کی غرض

وہ رسول جو مبعوث ہو اس کا کیا کام ہو یَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ اس کا پہلا کام یہ ہو کہ وہ تیری آیات ان پر پڑھے- دوسرا کام يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ان کو کتاب سکھائے اور تیسرا کام یہ ہو کہ حکمت سکھائے- چوتھا کام وَيُزَكِّيْهِمْ ان کو پاک کرے-

حضرت ابراہیمؑ نے اپنی اولاد میں مبعوث ہونے والے ایک رسول کے لئے دعا کی اور اس دعا ہی میں ان اغراض کو عرض کیا جو انبیاء کی بعثت سے ہوتی ہیں- اور یہ چار کام ہیں- میں نے غور کر کے

دیکھا ہے کہ کوئی کام اصلاح عالم کا نہیں جو اس سے باہر رہ جاتا ہو۔ پس آنحضرت ﷺ کی اصلاح دنیا کی تمام اصلاحوں کو اپنے اندر رکھتی ہے۔

خلفاء کا کام

انبیاء علیہم السلام کے اغراض بعثت پر غور کرنے کے بعد یہ سمجھ لینا بہت آسان ہے کہ خلفاء کا بھی یہی کام ہوتا ہے کیونکہ خلیفہ جو آتا ہے اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ اپنے پیشرو کے کام کو جاری کرے پس جو کام نبی کا ہو گا وہی خلیفہ کا ہو گا۔ اب اگر آپ غور اور تدبر سے اس آیت کو دیکھیں تو ایک طرف نبی کا کام اور دوسری طرف خلیفہ کا کام کھل جائے گا۔

میں نے دعا کی تھی کہ میں اس موقعہ پر کیا کہوں تو اللہ تعالیٰ نے میری توجہ اس آیت کی طرف پھیر دی اور مجھے اسی آیت میں وہ تمام باتیں نظر آئیں جو میرے اغراض اور مقاصد کو ظاہر کرتی ہیں اس لئے میں نے چاہا کہ اس موقعہ پر چند استدلال پیش کر دوں۔

شکرِ ربانی بر جماعت حقانی

مگر اس سے پہلے کہ میں استدلال کو پیش کروں میں خدا تعالیٰ کا شکر کرنا چاہتا ہوں کہ اس نے ایک ایسی جماعت پیدا کر دی جس کے دیئے جانے کا انبیاء سے وعدہ الٰہی ہوتا ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ چاروں طرف سے محض دین کی خاطر اسلام کی عزت کے لئے اپنا روپیہ خرچ کر کے اور اپنے وقت کا حرج کر کے احباب آئے ہیں میں جانتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایسے مخلص دوستوں کی محنت کو ضائع نہیں کرے گا وہ بہتر سے بہتر بدلے دے گا کیونکہ وہ اس وعدہ کے موافق آئے ہیں جو خدا تعالیٰ نے مسیح موعودؑ سے کیا تھا۔ اس لئے جب کل میں نے درس میں ان دوستوں کو دیکھا تو میرا دل خدا تعالیٰ کی حمد اور شکر سے بھر گیا۔ کہ یہ لوگ ایسے شخص کے لئے آئے ہیں جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ چالباز ہے (نعوذ باللہ) اور پھر میرے دل میں اور بھی جوش پیدا ہوا جب میں نے دیکھا کہ وہ میرے دوستوں کے بلانے ہی پر جمع ہو گئے ہیں۔ اس لئے آج رات کو میں نے بہت دعائیں کیں اور اپنے رب سے یہ عرض کیا کہ الٰہی میں تو غریب ہوں میں ان لوگوں کو کیا دے سکتا ہوں حضور آپ ہی اپنے خزانوں کو کھول دیجئے اور ان لوگوں کو جو محض دین کی خاطر یہاں جمع ہوئے ہیں اپنے فضل سے حصہ دیجئے۔ اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دعاؤں کو ضرور قبول کرے گا کیونکہ مجھے یاد نہیں میں نے کبھی درد دل اور بڑے اضطراب سے دعا کی ہو اور وہ قبول نہ ہوئی ہو بچہ بھی جب درد سے چلاتا ہے تو ماں کی چھاتیوں میں دودھ جوش مارتا ہے۔ پس جب ایک چھوٹے بچے کے لئے باوجود ایک قلیل اور عارضی تعلق کے اس کے چلانے پر چھاتیوں میں دودھ آجاتا ہے تو یہ ناممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کی

مخلوق میں سے کوئی اضطراب اور درد سے دعا کرے اور وہ قبول نہ ہو۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ وہ دعا ضرور قبول ہوتی ہے یہ معاملہ میرے ساتھ ہی نہیں بلکہ ہر شخص کے ساتھ ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ (البقرہ:۱۸۷) جب میرے بندے میری نسبت تجھ سے سوال کریں تو ان کو کہدے کہ میں قریب ہوں اور پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں اور اسے قبول کرتا ہوں۔ یہاں اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ فرمایا یہ نہیں کہا کہ میں صرف مسلمان یا کسی خاص ملک اور قوم کے آدمی کی دعا سنتا ہوں۔ کوئی ہو۔ کہیں کا ہو۔ اور کہیں ہو۔

اس قبولیت دعا کی غرض کیا ہوتی ہے؟ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ مان لے اور مسلمان ہو جاوے اور مسلمان اور مؤمن ہو تو اس ایمان میں ترقی کرے۔ کافر کی دعائیں اس لئے قبول کرتا ہوں کہ مجھ پر ایمان ہو اور وہ مؤمن بن جاوے اور مؤمن کی اس لئے کہ رشد اور یقین میں ترقی کرے۔ خدا تعالیٰ کی معرفت اور شناخت کا بہترین طریق دعا ہی ہے۔ اور مؤمن کی امیدیں اسی سے وسیع ہوتی ہیں۔ پس میں نے بھی بہت دعائیں کی ہیں اور مجھے یقین ہے کہ وہ قبول ہوں گی۔

پھر میں نے اس کے حضور دعا کی کہ میں ان لوگوں کے سامنے کیا کہوں تُو آپ مجھے تعلیم کر اور آپ مجھے سمجھا۔ میں نے اس فتنہ کو دیکھا جو اس وقت پیدا ہؤا ہے میں نے اپنے آپ کو اس قابل نہ پایا کہ اس کی توفیق اور تائید کے بغیر اس کو دور کر سکوں میرا سہارا اسی پر ہے اس لئے میں اسی کے حضور جھکا اور درخواست کی کہ آپ ہی مجھے بتائیں ان لوگوں کو جو جمع ہوئے ہیں کیا کہوں اس نے میرے قلب کو اسی آیت کی طرف متوجہ کیا اور مجھ پر ان حقائق کو کھولا۔ جو اس میں ہیں۔ میں نے دیکھا کہ خلافت کے تمام فرائض اور کام اس آیت میں بیان کر دیئے گئے ہیں تب میں نے اسی کو اس وقت تمہارے سامنے پڑھ دیا۔

لَا خِلَافَةَ اِلَّا بِالْمَشْوَرَةِ

میرا مذہب ہے لَا خِلَافَةَ اِلَّا بِالْمَشْوَرَةِ خلافت جائز ہی نہیں جب تک اس میں شوریٰ نہ ہو۔ اسی اصول پر تم لوگوں کو یہاں بلوایا گیا ہے اور میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اس پر قائم ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اس پر قائم رہوں میں نے چاہا کہ مشورہ لوں مگر میں نہیں جانتا تھا کہ کیا مشورہ لوں۔ میرے دوستوں نے کہا کہ مشورہ ہونا چاہیئے میں نے اس کی تصریح نہیں پوچھی۔ میں چونکہ مشورہ کو پسند کرتا ہوں اس لئے ان سے اتفاق کیا اور انہوں نے آپ کو بلا لیا مگر مجھے کل تک معلوم نہ تھا کہ میں کیا کہوں آخر جب میں نے

خدا کے حضور توجہ کی تو یہ آیت میرے دل میں ڈالی گئی کہ اسے پڑھو۔

تفسیر دعائے ابراہیمؑ

اس آیت کی تلاوت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی یا خلیفہ کا پہلا کام یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ آیات اللہ لوگوں کو سنائے۔ آیت کہتے ہیں نشان کو، دلیل کو جس سے کسی چیز کا پتہ لگے۔ پس نبی جو آیات اللہ پڑھتا ہے اس سے یہ مراد ہے کہ وہ ایسے دلائل سناتا اور پیش کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کی توحید پر دلالت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فرشتوں' رسولوں اور اس کی کتب کی تائید اور تصدیق ان کے ذریعہ ہوتی ہے۔ پس اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ وہ لوگوں کو ایسی باتیں سنائے جن سے ان کو اللہ پر اور نبیوں اور کتب پر ایمان حاصل ہو۔

پہلا کام

اس سے معلوم ہوا کہ نبی اور اس کے جانشین خلیفہ کا پہلا کام تبلیغ الحق اور دعوت الی الخیر ہوتی ہے۔ وہ سچائی کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے۔ اور اپنی دعوت کو دلائل اور نشانات کے ذریعہ مضبوط کرتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہو کہ وہ تبلیغ کرتا ہے۔

دوسرا کام

پھر دوسرا فرض نبی یا خلیفہ کا اس آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ ان کو کتاب سکھادے۔ انسان جب اس بات کو مان لے کہ اللہ تعالیٰ ہے اور اس کی طرف سے دنیا میں رسول آتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ملائکہ ان پر اترتے ہیں اور ان کے ذریعہ کتب الٰہیہ نازل ہوتی ہیں تو اس کے بعد دوسرا مرحلہ اعمال کا آتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ پر ایمان لاکر دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسے آدمی کو اب کیا کرنا چاہئے اس ضرورت کو پورا کرنے والی آسمانی شریعت ہوتی ہے اور نبی کا دوسرا کام یہ ہے کہ ان نو مسلموں کو شریعت سکھائے ان ہدایات اور تعلیمات پر عمل ضروری ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کے رسولوں کی معرفت آتی ہیں پس اس موقعہ پر دوسرا فرض نبی کا یہ بتایا گیا ہے۔ کہ وہ انہیں فرائض کی تعلیم دے

کتاب کے معنے شریعت اور فرض کے ہیں۔ جیسے قرآن مجید میں یہ لفظ فرض کے معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے جیسے کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ پس اس ترتیب کو خوب یاد رکھو کہ پہلا کام اسلام میں لانے کا تھا۔ دوسرا ان کو شریعت سکھانے اور عامل بنانے کا۔

تیسرا کام

عمل کے لئے ایک اور بات کی ضرورت ہے اس وقت تک انسان کے اندر کسی کام کے کرنے کے لئے جوش اور شوق پیدا نہیں ہوتا جب تک اسے اس کی حقیقت اور حکمت سمجھ میں نہ آجائے۔ اس لئے تیسرا کام یہاں یہ بیان کیا وَالْحِکْمَۃَ اور وہ ان کو حکمت کی

تعلیم دے۔ یعنی جب وہ اعمال ظاہری بجالانے لگیں تو پھران اعمال کی حقیقت اور حکمت سے انہیں باخبر کرے۔ جیسے ایک شخص ظاہری طور پر نماز پڑھتا ہے نماز پڑھنے کی ہدایت اور تعلیم دینا یہ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ کے نیچے ہے اور نماز کیوں فرض کی گئی، اس کے کیا اغراض و مقاصد ہیں؟ اس کی حقیقت سے واقف کرنا یہ تعلیم الحکمۃ ہے' ان دونوں باتوں کی مثال خود قرآن شریف سے ہی دیتا ہوں۔ قرآن شریف میں حکم ہے اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ [۴] نمازیں پڑھو، یہ حکم تو گویا یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ کے ماتحت ہے' ایک جگہ یہ فرمایا ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ [۵] یعنی نماز بدیوں اور ناپسند باتوں سے روکتی ہے یہ نماز کی حکمت بیان فرمائی کہ نماز کی غرض کیا ہے؟ اسی طرح پھر رکوع' سجود' قیام اور قعدہ کی حکمت بتائی جائے' اور خدا کے فضل سے میں یہ سب بتا سکتا ہوں۔ غرض تیسرا کام نبی یا اس کے خلیفہ کا یہ ہوتا ہے کہ وہ احکامِ شریعت کی حکمت سے لوگوں کو واقف کرتا ہے۔

غرض ایمان کیلئے یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ فرمایا' پھر ایمان کے بعد اعمال کیلئے یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ پھر ان اعمال میں ایک جوش اور ذوق پیدا کرنے اور ان کی حقیقت بتانے کے واسطے وَالْحِکْمَۃَ فرمایا' نماز کے متعلق مَیں نے ایک مثال دی ہے ورنہ تمام احکام میں اللہ تعالیٰ نے حکمتیں رکھی ہیں۔

چوتھا کام پھر چوتھا کام فرمایا وَیُزَکِّیْھِمْ حکمت کی تعلیم کے بعد انہیں پاک کرے۔ تزکیہ کا کام انسان کے اپنے اختیار میں نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے اپنے قبضہ اور اختیار میں ہے۔

اب سوال ہوتا ہے کہ جب یہ اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے تو نبی کو کیوں کہا کہ وہ پاک کرے۔ اس کی تفصیل مَیں آگے بیان کروں گا' مختصر طور پر میں یہاں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس کا ذریعہ بھی اللہ تعالیٰ نے آپ ہی بتا دیا ہے کہ پاک کرنے کا کیا طریق ہے اور وہ ذریعہ دعا ہے' پس نبی کو جو حکم دیا گیا ہے کہ ان لوگوں کو پاک کرے تو اس سے مراد یہ ہے کہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بڑی بڑی حکمتیں مخفی رکھی ہیں' ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ آیت سورۃ بقرہ کی ترتیب کا پتہ دیتی ہے۔ لوگوں کو سورۃ بقرہ کی ترتیب میں بڑی دِقّتیں پیش آئی ہیں لوگ حیران ہوتے ہیں کہ کہیں کچھ ذکر ہے، کہیں کچھ، کہیں بنی اسرائیل کا ذکر آجاتا ہے، کہیں نماز روزہ کا، کہیں طلاق کا، کہیں ابراہیم علیہ السلام کے مباحثات کا' کہیں طالوت کا' ان تمام

واقعات کا آپس میں جوڑ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعہ مجھے یہ سب کچھ سکھا دیا ہے۔

سورۃ بقرہ کی ترتیب کس طرح سمجھائی گئی

حضرت خلیفۃ المسیح کی زندگی کا واقعہ ہے کہ منشی فرزند علی صاحب نے مجھ سے کہا کہ مَیں تم سے قرآن مجید پڑھنا چاہتا ہوں' اس وقت ان سے میری اس قدر واقفیت بھی نہ تھی میں نے عذر کیا مگر انہوں نے اصرار کیا' میں نے سمجھا کہ کوئی منشاء الٰہی ہے آخر مَیں نے ان کو شروع کرا دیا' ایک دن میں پڑھا رہا تھا کہ میرے دل میں بجلی کی طرح ڈالا گیا کہ آیت رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یہ سورۃ بقرہ کی کلید ہے اور اس سورۃ کی ترتیب کا راز اس میں رکھا گیا ہے' اس کے ساتھ ہی سورۃ بقرہ کی ترتیب پورے طور پر میری سمجھ میں آ گئی' اب آپ اس کو مدنظر رکھ کر سورۃ بقرہ کی ترتیب پر غور کریں تو حقیقت معلوم ہو جائے گی۔

ترتیب سورۃ بقرہ

اب غور کرو! پہلے بتایا کہ قرآن کریم کا نازل کرنے والا عالم خدا ہے، پھر بتایا کہ قرآن مجید کی کیا ضرورت ہے کیونکہ سوال ہوتا تھا کہ مختلف مذاہب کی موجودگی میں اس مذہب کی کیا ضرورت پیش آئی اور یہ کتاب خدا تعالیٰ نے کیوں نازل کی؟ اس کی غرض و غایت بتائی' هُدًى لِّلۡمُتَّقِيۡنَ یعنی سب مذاہب تو صرف متقی بنانے کا دعویٰ کرتے ہیں اور یہ کتاب ایسی ہے جو متقی کو بھی آگے لے جاتی ہے۔ متقی تو اسے کہتے ہیں جو انسانی کوشش کو پورا کرے' پس اسے آگے لے جانے کے یہ معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ اب خود اس سے ہمکلام ہو۔ پھر متقین کے اعمال اور کام بتائے پھر بتایا کہ اس کتاب کے ماننے والوں اور منکروں میں کیا امتیاز ہوگا؟ پھر بتایا کہ انسان چونکہ عبادتِ الٰہی کے لئے پیدا ہوا ہے' اس لئے اس کے لئے کوئی ہدایت نامہ چاہئے اور وہ ہدایت نامہ خدا کی طرف سے آنا چاہئے' پھر بتایا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت آتی بھی رہی ہے جیسے کہ ابتدائے عالم میں آدمؑ کی بعثت ہوئی' اس کے بعد اس کو اور کھولا اور آدم کی مثال پیش کر کے بتایا کہ یہ سلسلہ وہیں ختم نہ ہو گیا بلکہ ایک لمبا سلسلہ انبیاء کا بنی اسرائیل میں ہوا۔ جو موجود ہیں ان سے پوچھو ہم نے ان پر کس قدر نعمتیں کی ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ ظالم ہمارے کلام کے مستحق نہیں ہو سکتے اب جبکہ یہ ظالم ہو گئے ہیں ان کو ہمارا کلام سننے کا حق نہیں اب ہم کسی اور خاندان سے تعلق کریں گے اور وہ بنی اسمٰعیل کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا کیونکہ ابراہیم علیہ السلام سے خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا کہ دونوں بیٹوں کے ساتھ نیک سلوک کروں گا جب ایک سے وہ وعدہ پورا ہوا تو ضرور تھا کہ دوسرے سے بھی پورا ہو چنانچہ بتایا کہ ابراہیم علیہ السلام نے

تعمیرِ کعبہ کے وقت اس طرح دعا کی تھی جو اب پوری ہونے لگی ہے بار بار یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ (البقرۃ:۴۱) فرما کر یہ بتایا کہ بنی اسرائیل کا حقِ شکایت کا کوئی نہیں ان سے وعدہ پورا ہو چکا ہے اور جس خدا نے ان کا وعدہ پورا کیا ضرور تھا کہ بنی اسمٰعیل کا وعدہ بھی پورا کرتا۔ اور اس طرح پر بنی اسرائیل پر بھی اتمامِ حُجّت کیا کہ باوجود انعامِ الٰہیہ کے تم نے نافرمانی کی اور مختلف قسم کی بدیوں میں مبتلا ہو کر اپنے آپ کو تم نے محروم کرنے کا مستحق ٹھہرالیا ہے تم میں نبی آئے، بادشاہ ہوئے اب وہی انعام بنی اسمٰعیل پر ہوں گے۔

اس کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ یہ دعا تو تھی ہم کیونکر مانیں کہ یہ شخص وہی موعود ہے اس کا ثبوت ہونا چاہئے۔ اس کے لئے فرمایا کہ موعود ہونے کا یہ ثبوت ہے کہ اس دعا میں جو باتیں بیان کی گئی تھیں وہ سب اس کے اندر پائی جاتی ہیں اور چونکہ اس نے ان سب وعدوں کو پورا کر دیا ہے اس لئے یہی وہ شخص ہے۔ گو سارا قرآن شریف ان چار ضرورتوں کو پورا کرنے والا ہے لیکن اس سورۃ میں خلاصۃً سب باتیں بیان فرمائیں تا معترض پر حُجّت ہو یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ کے متعلق اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور آخر میں فرمایا لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ (البقرۃ: ۱۶۵) اس میں عقل رکھنے والوں کیلئے کافی دلائل ہیں جن سے اللہ تعالیٰ، ملائکہ، کلام الٰہی اور نبوت کا ثبوت ملتا ہے یہ تو نمونہ دیا تلاوتِ آیات کا۔ اس کے بعد تھا یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ اس کے لئے مختصر طور پر شریعتِ اسلام کے موٹے موٹے احکام بیان فرمائے اور ان میں بار بار فرمایا كُتِبَ عَلَیْكُمْ كُتِبَ عَلَیْكُمْ جس سے یہ بتایا کہ دیکھو اس پر کیسی بے عیب شریعت نازل ہوئی ہے۔ پس یہ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ کا بھی مصداق ہے اور یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ کا بھی۔ تیسرا کام بتایا تھا کہ لوگوں کو حکمت سکھائے اس لئے شریعت کے موٹے موٹے حکم بیان فرمانے کے بعد قومی ترقی کے راز اور شرائع کی اغراض کا ذکر فرمایا۔ اور حضرت ابراہیمؑ اور طالوتؑ کے واقعات سے بتایا کہ اس طرح قومیں ترقی کرتی ہیں اور کس طرح مُردہ قومیں زندہ کی جاتی ہیں۔ پس تم کو بھی ان راہوں کو اختیار کرنا چاہئے۔ اور اس حصہ میں وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا كَثِیْرًا (البقرۃ: ۲۷۰) فرما کر یہ اشارہ فرما دیا کہ لو تیسرا وعدہ بھی پورا ہو گیا۔ اِس رسول نے حکمت کی باتیں بھی سکھا دی ہیں۔ مثلاً طالوت کا واقعہ بیان فرمایا کہ انہوں نے حکم دیا کہ نہر سے کوئی پانی نہ پیئے اور پینے والے کو ایسی سزا دی کہ اسے اپنے سے علیحدہ کر دیا اور بتایا کہ جب کوئی شخص چھوٹا حکم نہیں مان سکتا تو اس نے بڑے بڑے حکم کہاں ماننے ہیں۔ اور یہ بھی بتایا کہ جس وقت جنگ ہو

اُس وقت حاکم کی کیسی اطاعت کرنی چاہئے۔ اس میں یہ بھی بتایا کہ خلفاء پر اعتراض ہوا ہی کرتا ہے اور آخر اللہ تعالیٰ ان کو غلبہ دیتا ہے۔ ان حکموں کے بتانے کے بعد تزکیہ رہ گیا تھا اس کے لئے یہ انتظام فرمایا کہ اس سورۃ کو دعا پر ختم کیا ہے۔ جس میں یہ بتایا ہے کہ تزکیہ کا طریق دعا ہے۔ نبی بھی دعا کرے اور جماعت کو بھی دعا کی تعلیم دے۔ آپ لوگ اس سورۃ کو اب پڑھ کر دیکھیں جس ترتیب سے آیت مذکورہ میں الفاظ ہیں اسی ترتیب سے اس سورۃ میں آیات اور کتاب اور حکمت اور طریقِ تزکیہ بیان فرمایا ہے۔ پس یہ آیت اس سورۃ کی کُنجی ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھ میں دی ہے۔

الغرض

نبی کا کام بیان فرمایا تبلیغ کرنا' کافروں کو مؤمن کرنا' مؤمنوں کو شریعت پر قائم کرنا' پھر باریک در باریک راہوں کا بتانا' پھر تزکیۂ نفس کرنا' یہی کام خلیفہ کے ہوتے ہیں۔ اب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے یہی کام اِس وقت میرے رکھے ہیں۔

آیات اللہ کی تلاوت میں اللہ تعالیٰ کی ہستی پر دلائل' ملائکہ پر دلائل' ضرورتِ نبوت اور نبوتِ محمدیہ کے دلائل' قرآن مجید کی حقّیت پر دلائل' اور ضرورتِ الہام و وحی پر دلائل' جزاء وسزا اور مسئلہ تقدیر پر دلائل' قیامت پر دلائل شامل ہیں یہ معمولی کام نہیں۔ اِس زمانہ میں اِس کی بہت بڑی ضرورت ہے اور یہ بہت بڑا سلسلہ ہے۔

پھر یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ دوسرا کام ہے بار بار شریعت پر توجہ دلائے اور احکام و اوامرِ الٰہی کی تعمیل کے لئے یاددہانی کراتا رہے، جہاں سُستی ہو اس کا انتظام کرے اب تم خود غور کرو کہ یہ کام کیا چند کلرکوں کے ذریعہ ہو سکتے ہیں اور کیا خلیفہ کا اتنا ہی کام رہ جاتا ہے کہ وہ چندوں کی نگرانی کرے اور دیکھ لے کہ دفتر محاسب ہے، اس میں چندہ آتا ہے اور چند ممبر مل کر اسے خرچ کر دیں۔ انجمنیں دنیا میں بہت ہیں اور بڑی بڑی ہیں جہاں لاکھوں روپیہ سالانہ آتا ہے اور وہ خرچ کرتی ہیں مگر کیا وہ خلیفہ بن جاتی ہیں؟

خلیفہ کا کام کوئی معمولی اور رذیل کام نہیں یہ خدا تعالیٰ کا ایک خاص فضل اور امتیاز ہے جو اُس شخص کو دیا جاتا ہے جو پسند کیا جاتا ہے۔ تم خود غور کر کے دیکھو کہ یہ کام جو میں نے بتائے ہیں میں نے نہیں خدا نے بتائے ہیں کیا کسی انجمن کا سیکرٹری اس کو کر سکتا ہے؟ ان معاملات میں کوئی

سیکرٹری کی بات کو مان سکتا ہے؟ یا آج تک کہیں اس پر عمل ہوا ہے؟ اَور جگہ کو جانے دو یہاں ہی بتادو کہ کبھی انجمن کے ذریعہ یہ کام ہوا ہو؟ ہاں چندوں کی یاد دہانیاں ہیں وہ ہوتی رہتی ہیں۔

یہ پکی بات ہے کہ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ کیلئے ضرور خلیفہ ہی ہوتا ہے کیونکہ کسی انجمن کے سیکرٹری کیلئے یہ شرط کہاں ہے کہ وہ پاک بھی ہو۔ ممکن ہے ضرورتاً عیسائی رکھا جاوے یا ہندو ہو جو دفاتر کا کام عمدگی سے کر سکے پھر وہ خلیفہ کیونکر ہو سکتا ہے؟

خلیفہ کیلئے تعلیم الکتاب ضروری ہے، اس کے فرائض میں داخل ہے سیکرٹری کے فرائض میں قواعد پڑھ کر دیکھ لو کہیں بھی داخل نہیں۔ پھر خلیفہ کا کام ہے کہ خدا تعالیٰ کے احکام کے اغراض و اسرار بیان کرے جن کے علم سے ان پر عمل کرنے کا شوق و رغبت پیدا ہوتی ہے۔ مجھے بتاؤ کہ کیا تمہاری انجمن کے سیکرٹری کے فرائض میں یہ بات ہے؟ کتنی مرتبہ احکامِ الٰہیہ کی حقیقت اور فلاسفی انجمن کی طرف سے تمہیں سکھائی گئی؟ کیا اس قسم کے سیکرٹری رکھے جا سکتے ہیں؟ یا انجمنیں اس مخصوص کام کو کر سکتی ہیں؟ ہرگز نہیں۔

انجمنیں محض اس غرض کیلئے ہوتی ہیں کہ وہ بہی کھاتے رکھیں اور خلیفہ کے احکام کے نفاذ کیلئے کوشش کریں۔ پھر خلیفہ کا کام ہے۔ یُزَکِّیْھِمْ قوم کا تزکیہ کرے۔ کیا کوئی سیکرٹری اس فرض کو ادا کر سکتا ہے؟ کسی انجمن کی طرف سے یہ ہدایت جاری ہوئی، یا تم نے سنا ہو کہ سیکرٹری نے کہا ہو کہ مَیں قوم کے تزکیہ کیلئے رو رو کر دعائیں کرتا ہوں؟

مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ کام سیکرٹری کا ہے ہی نہیں اور نہ کوئی سیکرٹری کہہ سکتا ہے کہ میں دعائیں کرتا ہوں جھوٹا ہے جو کہتا ہے کہ انجمن اس کام کو کر سکتی ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کوئی سیکرٹری یہ کام نہیں کر سکتا اور کوئی انجمن نبی کے کام نہیں کر سکتی۔ اگر انجمنیں یہ کام کر سکتیں تو خدا تعالیٰ دنیا میں مأمور اور مرسل نہ بھیجتا بلکہ اس کی جگہ انجمنیں بناتا مگر کسی ایک انجمن کا پتہ دو جس نے کہا ہو کہ خدا نے ہمیں مأمور کیا ہے۔

کوئی دنیا کی انجمن نہیں ہے جو یہ کام کر سکے۔ ممبر تو اکٹھے ہو کر چند امور پر فیصلہ کرتے ہیں کیا کبھی کسی انجمن میں اس آیت پر بھی غور کیا گیا ہے۔ یاد رکھو خدا تعالیٰ جس کے سپرد کوئی کام کرتا ہے اُسی کو بتاتا ہے کہ تیرے یہ کام ہیں۔ یہ کام ہیں جو انبیاء اور خلفاء کے ہوتے ہیں۔ روپیہ اکٹھا کرنا ادنیٰ درجہ کا کام ہے۔ خلفاء کا کام انسانی تربیت ہوتی ہے اور ان کو خدا تعالیٰ کی معرفت اور یقین کے ساتھ پاک کرنا ہوتا ہے۔ روپیہ تو آریوں اور عیسائیوں کی انجمنیں بلکہ دہریوں کی

انجمنیں بھی جمع کر لیتی ہیں۔ اگر کسی نبی یا اس کے خلیفہ کا بھی یہی کام ہو تو نَعُوْذُ بِاللّٰہِ یہ سخت ہتک اور بے ادبی ہے اس نبی اور خلیفہ کی۔

یہ سچ ہے کہ ان مقاصد اور اغراض کی تکمیل کیلئے جو اس کے سپرد ہوتے ہیں اس کو بھی روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ بھی مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ کہتا ہے مگر اس سے اس کی غرض روپیہ جمع کرنا نہیں بلکہ اس رنگ میں بھی اس کی غرض وہی تکمیل اور تزکیہ ہوتی ہے۔ اور پھر بھی اس غرض کیلئے اس کی قائم مقام ایک انجمن یا شوریٰ ہوتی ہے جو انتظام کرے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ خلیفہ کا کام روپیہ جمع کرنا نہیں ہوتا اور نہ اس کے اغراض و مقاصد کا دائرہ کسی مدرسے کے جاری کرنے تک محدود ہوتا ہے یہ کام دنیا کی دوسری قومیں بھی کرتی ہیں۔

خلیفہ کے اس قسم کے کاموں اور دوسری قوموں کے کاموں میں فرق ہوتا ہے وہ ان امور کو بطور مبادی اور اسباب کے اختیار کرتا ہے یا اختیار کرنے کی ہدایت کرتا ہے دوسری قومیں اس کو بطور ایک اصل مقصد اور غایت کے اختیار کرتی ہیں۔

حضرت صاحب نے جو مدرسہ بنایا اس کی غرض وہ نہ تھی جو دوسری قوموں کے مدرسوں کی ہے۔ پس یاد رکھو کہ خلیفہ کے جو کام ہوتے ہیں وہ کسی انجمن کے ذریعہ نہیں ہو سکتے۔

اس قومی اجتماع کی کیا غرض ہے

اب آپ کو جو بُلایا گیا ہے تو خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ میں ان کاموں کے متعلق جو خدا نے میرے سپرد کر دیئے ہیں آپ سے مشورہ کروں کہ انہیں کس طرح کروں؟ میں جانتا ہوں اور نہ صرف جانتا ہوں بلکہ یقین رکھتا ہوں کہ وہ آپ میری ہدایت اور راہنمائی کرے گا کہ مجھے کس طرح ان کو سرانجام دینا چاہئے لیکن اسی نے مشورہ کا بھی تو حکم دیا ہے۔ یہ کام اس نے خود بتائے ہیں اُس نے آپ میرے دل میں اس آیت کو ڈالا جو میں نے پڑھی ہے۔ پرسوں مغرب یا عصر کی نماز کے وقت یکدم میرے دل میں ڈالا۔ میں حیران تھا کہ بُلا تو لیا ہے کیا کہوں؟ اس پر یہ آیت اُس نے میرے دل میں ڈالی۔

پس یہ چار کام انبیاء اور ان کے خلفاء کے ہیں۔ ان کے سرانجام دینے میں مجھے تم سے مشورہ کرنا ہے میں اب ان کاموں کو اور وسیع کرتا ہوں۔

چار نہیں بلکہ آٹھ

میں اس آیت کی ایک اور تشریح کرتا ہوں جب ان پر میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ ان چار میں اور معنے پوشیدہ تھے اور اس طرح پر

یہ چار آٹھ بن جاتے ہیں۔

(۱) یَتۡلُوۡا عَلَیۡھِمۡ اٰیٰتِہٖ اس کے معنی ایک یہ کرتا ہوں کہ کافروں کو مؤمن بنادے یعنی تبلیغ کرے۔ دوسرے مؤمنوں کو آیات سنائے۔ اس صورت میں ترقی ایمان یا درستی ایمان بھی کام ہوگا یہ دو ہوگئے۔

(۲) یُعَلِّمُھُمُ الۡکِتٰبَ قرآن شریف کتاب موجود ہے اس لئے اس کی تعلیم میں قرآن مجید کا پڑھنا پڑھانا، قرآن مجید کا سمجھانا آجائے گا، کتاب تو لکھی ہوئی موجود ہے اس لئے کام یہ ہوگا کہ ایسے مدارس ہوں جہاں قرآن مجید کی تعلیم ہو۔ پھر اس کے سمجھانے کیلئے ایسے مدارس ہوں جہاں قرآن مجید کا ترجمہ سکھایا جائے اور وہ علوم پڑھائے جائیں جو اس کے خادم ہوں۔ ایسی صورت میں دینی مدارس کا اجراء اور ان کی تکمیل کام ہوگا۔ (ب) دوسرا کام اس لفظ کے ماتحت قرآن شریف پر عمل کرانا ہوگا کیونکہ تعلیم دو قسم کی ہوتی ہے ایک کسی کتاب کا پڑھا دینا اور دوسرے اس پر عمل کروانا۔

(۳) اَلۡحِکۡمَۃَ۔ تَعۡلِیۡمُ الۡحِکۡمَۃِ کیلئے تجاویز اور تدابیر ہونگی کیونکہ اس فرض کے نیچے احکام شرائع کے اسرار سے آگاہ کرنا ضروری ہے۔

(۴) یُزَکِّیۡھِمۡ۔ یُزَکِّیۡھِمۡ کے معنوں پر غور کیا تو ایک تو یہی بات ہے جو میں بیان کر چکا ہوں کہ دعاؤں کے ذریعہ تزکیہ کرے۔ پھر ابن عباسؓ نے معنے کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اخلاص پیدا کرنا۔ غرض ایک تو یہ معنے ہوئے کہ گناہوں سے بچانے کی کوشش کرے اس لئے جماعت کو گناہوں سے بچانا ضروری ٹھہرا کہ وہ گناہوں میں نہ پڑے۔ اور دوسرے معنوں کے لحاظ سے یہ کام ہوا کہ صرف گناہوں سے نہ بچائے بلکہ ان میں نیکی پیدا کرے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ ایک تو وہ تدابیر اختیار کرے جن سے جماعت کے گُناہ دور کر دے۔ دوسرے ان کو خوبصورت بنا کر دکھادے، اعلیٰ مدارج کی طرف لے جاوے اور ان کے کاموں میں اخلاص اور اطاعت پیدا کرے۔ پھر تیسرے معنی بھی یُزَکِّیۡھِمۡ کے ہیں وہ یہ کہ ان کو بڑھائے۔ ان معانی کے لحاظ سے دین و دنیا میں ترقی دینا ضروری ہوا اور یہ ترقی ہر پہلو سے ہونی چاہئے۔ دُنیوی علوم میں دوسروں سے پیچھے ہوں تو اس میں ان کو آگے لے جاوے، تعداد میں کم ہوں تو بڑھائے، مالی حالت کمزور ہو تو اس میں بڑھاوے، غرض جس رنگ میں بھی کمی ہو بڑھاتا چلا جاوے۔ اب ان معنوں کے لحاظ سے جماعت کی ہر قسم کی ترقی نبی اور اس کے ماتحت اس کے خلیفہ کا فرض ہوا۔ پھر جب مَیل سے پاک کرنا اور ترقی کرانا اس کا کام ہوا تو اسی میں غرباء کی خبر گیری بھی آگئی کیونکہ وہ بھی ایک دنیاوی مَیل سے لتھڑے ہوتے ہیں ان کو پاک کرنا اس کا فرض ہے۔ اس غرض کو پورا

کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کا صیغہ رکھا ہے کیونکہ جماعت کے غرباء اور مساکین کا انتظام کرنا بھی خلیفہ کا کام ہے اور اس کیلئے روپیہ کی ضرورت ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے خود ہی اس کا بھی انتظام فرمادیا اور امراء پر زکوٰۃ مقرر فرمائی۔

پس یاد رکھو یُزَکِّیْھِمْ کے معنی ہوئے پاک کرے، اخلاص پیدا کرے اور ہر رنگ میں بڑھائے۔ چہارم صدقات کا انتظام کرکے اصلاح کرے۔ اب انجمن والے بھی بے شک بولیں کیونکہ ان امور کے انتظام انجمن کو چاہتے ہیں مگر باوجود اس کے بھی یہ انجمن کا کام نہیں بلکہ خلیفہ کا کام ہے۔ اب تمہیں معلوم ہو گیا ہوگا کہ یہ سب باتیں اس کے نیچے ہیں اور یہ خیالی طور پر نہیں ڈھکوسلہ کے رنگ میں نہیں بلکہ لغت اور صحابہؓ کے اقوال اس کی تائید کرتے ہیں۔ پس میں نے تمہیں وہ کام خلیفہ کے بتائے ہیں جو خدا تعالیٰ نے بیان کئے ہیں اور اس کی حقیقت لُغتِ عرب اور صحابہؓ کے مسلّمہ معنوں کی رو سے بتائی ہے میرا کام اتنا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجموعی اور یکجائی طور پر مجھے اس سے آگاہ کر دیا اور محض اپنے فضل سے سورۃ بقرہ کی کلید مجھے بتادی۔ میں اس راز اور حقیقت کو آج سمجھا کہ تین سال پیشتر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بجلی کی طرح میرے دل میں کیوں ڈالی؟ قبل از وقت میں اس راز سے آگاہ نہیں ہو سکتا تھا مگر آج حقیقت کُھلی کہ ارادۂ الٰہی میں یہ میرے ہی فرائض اور کام تھے اور ایک وقت آنے والا تھا کہ مجھے ان کی تکمیل کیلئے کھڑا کیا جانا تھا۔ پس جب یہ ظاہر ہو چکا کہ خلیفہ کے کیا کام ہیں یا دوسرے لفظوں میں یہ کہو کہ میرے کیا فرائض ہیں تو اب سوال ہوتا ہے کہ ان کو کیونکر کرنا ہے؟ اور اسی میں مجھے تم سے مشورہ کرنا ہے۔

مقاصدِ خلافت کی تکمیل کی کیا صورت ہو

یہ تو آپ کو معلوم ہو چکا کہ خلافت کا پہلا اور ضروری کام تبلیغ ہے اس لئے ہمیں سوچنا چاہئے کہ تبلیغ کی کیا صورتیں ہوں مگر میں ایک اور بات بھی تمہیں بتانا چاہتا ہوں اور یہ بات ابھی میرے دل میں ڈالی گئی ہے کہ خلافت کے یہ مقاصدِ اربعہ حضرت خلیفۃ المسیح کی وصیت میں بھی بیان کئے گئے ہیں۔

خلیفۃ المسیح کی وصیت اسی کی تشریح ہے

حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنی وصیت میں اپنے جانشین کیلئے فرمایا۔ متقی ہو، ہر دلعزیز ہو، قرآن و حدیث کا درس جاری رہے، عالم باعمل ہو، اس میں یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ

وَالْحِکْمَۃَ کی طرف اشارہ اس حکم میں ہے کہ قرآن وحدیث کا درس جاری رہے کیونکہ اَلْکِتٰبَ کے معنی قرآن شریف ہیں۔اور اَلْحِکْمَۃَ کے معنی بعض آئمہ نے حدیث کے کئے ہیں۔اس طرح یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ کے معنی ہوئے قرآن وحدیث سکھائے عام ترجمہ ہے۔ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ کا کیونکہ تبلیغ کیلئے علم کی ضرورت ہے۔متقی اور باعمل ہونا اور ہر دلعزیز ہونا یہ یُزَکِّیْھِمْ کے لئے ضروری ہے کیونکہ جو متقی ہے وہی تزکیہ کرسکتا ہے اور جو خود عمل نہ کرے گا اس کی بات پر اور لوگ عمل نہیں کر سکتے اسی طرح جو قوم کا مزکّی ہوگا وہ ہر دلعزیز بھی ضرور ہوگا۔پھر کہو کہ وصیت میں ایک اور بات بھی ہے کہ درگزر سے کام لے۔میں کہتا ہوں اس کا ذکر بھی اس آیت میں ہے۔ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ اللہ تعالیٰ جو اَلْعَزِیْزُ ہے اس کو بھی معزّز کرے گا اور غلبہ دے گا جس کا لازمی نتیجہ درگزر ہوگا کیونکہ یہ ایک طاقت کو چاہتا ہے طاقت ملے تو درگزر کرے۔پس اس دعا میں اللہ تعالیٰ کے ان اسماء کا ذکر کرنے کے یہی معنی ہیں۔پھر یہ بتایا کہ درگزر نَعُوْذُ بِاللّٰہِ لغو نہیں بلکہ اَلْحَکِیْمُ کے خیال کے نیچے ہوگا۔پس یاد رکھو کہ حضرت خلیفۃ المسیح (خدا تعالیٰ کے بڑے بڑے فضل ان پر ہوں) کی وصیت بھی اسی آیت کی تشریح ہے۔ اب جب کہ یہ ظاہر ہے کہ قرآن مجید نے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور خود حضرت خلیفۃ المسیح نے خلیفہ کے کام پہلے سے بتا دیئے تو اب جدید شرائط کا کسی کو کیا حق ہے؟ گورنمنٹ کی شرائط کے بعد کسی اور کو کوئی حق نہیں ہوتا کہ اپنی خود ساختہ باتیں پیش کرے۔

خلیفہ تو خداوند مقرر کرتا ہے پھر تمہارا کیا حق ہے کہ تم شرائط پیش کرو۔خدا سے ڈرو اور ایسی باتوں سے توبہ کرو۔یہ ادب سے دور ہیں۔خدا تعالیٰ نے خود خلیفہ کے کام مقرر کر دیئے ہیں اب کوئی نہیں جو ان میں تبدیلی کر سکے یا ان کے خلاف کچھ اور کہہ سکے پھر کہتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے (خدا کی ہزاروں ہزار رحمتیں ان پر ہوں) بھی وہی باتیں پیش کیں جو اس آیت میں خدا نے بیان کی تھیں گویا ان کی وصیت اس آیت کا ترجمہ ہے۔اب میں چاہتا ہوں کہ اور تشریح کروں۔

تبلیغ پہلا فرض خلیفہ کا تبلیغ ہے جہاں تک میں نے غور کیا ہے میں نہیں جانتا کیوں بچپن ہی سے میری طبیعت میں تبلیغ کا شوق رہا ہے اور تبلیغ سے ایسا اُنس رہا ہے کہ میں سمجھ ہی نہیں سکتا۔ میں چھوٹی سی عمر میں بھی ایسی دعائیں کرتا تھا اور مجھے ایسی حرص تھی کہ اسلام کا جو کام بھی ہو میرے ہی ہاتھ سے ہو۔میں اپنی اس خواہش کے زمانہ سے واقف نہیں کہ کب سے ہے میں جب دیکھتا

تھا اپنے اندر اس جوش کو پاتا تھا اور دعائیں کرتا تھا کہ اسلام کا جو کام ہو میرے ہی ہاتھ سے ہو پھر اتنا ہو اتنا ہو کہ قیامت تک کوئی زمانہ ایسا نہ ہو جس میں اسلام کی خدمت کرنے والے میرے شاگرد نہ ہوں۔ میں نہیں سمجھتا تھا اور نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ جوش اسلام کی خدمت کا میری فطرت میں کیوں ڈالا گیا۔ ہاں اتنا جانتا ہوں کہ یہ جوش بہت پرانا رہا ہے۔ غرض اسی جوش اور خواہش کی بناء پر میں نے خدا تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ:۔

میرے ہاتھ سے تبلیغِ اسلام کا کام ہو

اور میں خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے میری ان دعاؤں کے جواب میں بڑی بڑی بشارتیں دی ہیں۔ غرض تبلیغ کے کام سے مجھے بڑی دلچسپی ہے۔ یہ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ دعاؤں کو قبول کرتا ہے اور یہ بھی جانتا ہوں کہ سب دنیا ایک مذہب پر جمع نہیں ہو سکتی۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس کام کو نہیں کر سکے اور کون ہے جو اسے کر سکے یا اس کا نام بھی لے لیکن اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی خادم اور غلام توفیق دیا جاوے کہ ایک حد تک تبلیغِ اسلام کے کام کو کرے تو یہ اس کی اپنی کوئی خوبی اور کمال نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا کام ہے۔ میرے دل میں تبلیغ کیلئے اتنی تڑپ تھی کہ میں حیران تھا اور سامان کے لحاظ سے بالکل قاصر۔ پس میں اس کے حضور ہی جھکا اور دعائیں کیں اور میرے پاس تھا ہی کیا؟ میں نے بار بار عرض کی کہ میرے پاس نہ علم ہے، نہ دولت، نہ کوئی جماعت ہے، نہ کچھ اور ہے جس سے میں خدمت کر سکوں۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ اس نے میری دعاؤں کو سنا اور آپ ہی سامان کر دیئے اور تمہیں کھڑا کر دیا کہ میرے ساتھ ہو جاؤ۔

پس آپ وہ قوم ہیں جس کو خدا نے چُن لیا اور یہ میری دعاؤں کا ایک ثمرہ ہے جو اُس نے مجھے دکھایا اس کو دیکھ کر میں یقین رکھتا ہوں کہ باقی ضروری سامان بھی وہ آپ ہی کرے گا اور ان بشارتوں کو عملی رنگ میں دکھاوے گا۔ اور اب میں یقین رکھتا ہوں کہ دنیا کو ہدایت میرے ہی ذریعہ ہوگی اور قیامت تک کوئی زمانہ ایسا نہ گزرے گا جس میں میرے شاگرد نہ ہوں گے کیونکہ آپ لوگ جو کام کریں گے وہ میرا ہی کام ہوگا۔ اب تم یہ تو سمجھ سکتے ہو کہ میری دلچسپی تبلیغ کے کام سے آج پیدا نہیں ہوئی اس حالت سے پہلے بھی جہاں تک مجھے موقع ملا مختلف رنگوں اور صورتوں میں تبلیغ کی تجویزیں کرتا رہا۔ وہ جوش اور دلچسپی جو فطرتاً مجھے اس کام سے تھی اور اس راہ کے

اختیار کرنے کی جو بے اختیار کشش میرے دل میں ہوتی تھی اس کی حقیقت کو بھی اب میں سمجھا ہوں کہ یہ میرے کام میں داخل تھا ورنہ جب تک اللہ تعالیٰ ایک فطرتی جوش اس کے لئے میری روح میں نہ رکھ دیتا میں کیونکر اسے سرانجام دے سکتا تھا۔

اب میں آپ سے مشورہ چاہتا ہوں کہ تبلیغ کیلئے کیا کِیا جاوے۔

میں جو کچھ اس کے متعلق ارادہ رکھتا ہوں وہ میں بتا دیتا ہوں۔ اگر تم سوچو اور غور کرو کہ اس کی تکمیل کی کیا صورتیں ہوسکتی ہیں اور ان تجاویز کو عملی رنگ میں لانے کے واسطے کیا کرنا چاہئے۔

ہر زبان کے مبلّغ ہوں

میں چاہتا ہوں کہ ہم میں ایسے لوگ ہوں جو ہر ایک زبان کے سیکھنے والے اور پھر جاننے والے ہوں تا کہ ہم ہر ایک زبان میں آسانی کے ساتھ تبلیغ کر سکیں۔ اس کے متعلق میرے بڑے بڑے ارادے اور تجاویز ہیں اور میں اللہ تعالیٰ کے فضل پر یقین رکھتا ہوں کہ خدا نے زندگی دی اور توفیق دی اور پھر اپنے فضل سے اسباب عطا کئے اور ان اسباب سے کام لینے کی توفیق ملی تو اپنے وقت پر ظاہر ہو جاویں گے۔ غرض میں تمام زبانوں اور تمام قوموں میں تبلیغ کا ارادہ رکھتا ہوں اس لئے کہ یہ میرا کام ہے کہ تبلیغ کروں۔ میں جانتا ہوں کہ یہ بڑا ارادہ ہے اور بہت کچھ چاہتا ہے مگر اس کے ساتھ ہی میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا ہی کے حضور سے سب کچھ آوے گا۔ میرا خدا قادر ہے جس نے یہ کام میرے سپرد کیا ہے وہی مجھے اس سے عُہدہ برآء ہونے کی توفیق اور طاقت دے گا کیونکہ ساری طاقتوں کا مالک تو وہ آپ ہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس مقصد کے لئے بہت روپیہ کی ضرورت ہے بہت آدمیوں کی ضرورت ہے مگر اس کے خزانوں میں کس چیز کی کمی ہے؟ کیا اس سے پہلے ہم اس کے عجائباتِ قدرت کے تماشے دیکھ نہیں چکے؟ یہ جگہ جس کو کوئی جانتا بھی نہیں تھا اس کے مأمور کے باعث دنیا میں شُہرت یافتہ ہے اور جس طرح پر خدا نے اُس سے وعدہ کیا تھا ہزاروں نہیں لاکھوں لاکھ روپیہ اس کے کاموں کی تکمیل کے لئے اُس نے آپ بھیج دیا۔ اُس نے وعدہ کیا تھا۔ يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِيْ اِلَيْهِمْ تیری مدد ایسے لوگ کریں گے جن کو ہم خود وحی کریں گے۔ پس میں جب کہ جانتا ہوں کہ جو کام میرے سپرد ہوا ہے یہ اُسی کا کام ہے اور میں نے یہ کام خود اس سے طلب نہیں کیا خدا نے خود دیا ہے تو وہ انہی رِجال کو وحی کرے گا جو مسیح موعود علیہ السلام کے وقت وحی کئے جاتے تھے۔

پس میرے دوستو! روپیہ کے معاملہ میں گھبرانے اور فکر کرنے کی کوئی بات نہیں وہ آپ

سامان کرے گا۔ آپ اُن سعادت مند روحوں کو میرے پاس لائے گا جو ان کاموں میں میری مددگار ہونگی۔

میں خیالی طور پرنہیں کامل یقین اور بصیرت سے کہتا ہوں کہ ان کاموں کی تکمیل واجراء کے لئے کسی محاسب کی تحریکیں کام نہیں دیں گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ السلام سے خود وعدہ کیا ہے کہ یَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِیْٓ اِلَیْھِمْ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کو ہم وحی کریں گے۔ پس ہمارے محاسب کا عہدہ خود خدا تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لیا ہے اور وعدہ فرمایا ہے کہ روپیہ دینے کی تحریک ہم خود لوگوں کے دلوں میں کریں گے۔ ہاں جمع کا لفظ استعمال کر کے بتایا کہ بعض انسان بھی ہماری اس تحریک کو پھیلا کر ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔ پس خدا آپ ہی ہمارا محاسب اور محصّل ہوگا اسی کے پاس ہمارے سب خزانے ہیں۔ اس نے آپ ہی وعدہ کیا ہے۔ یَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِیْٓ اِلَیْھِمْ پھر ہمیں کیا فکر ہے؟ ہاں ثواب کا ایک موقع ہے۔ مبارک وہ جو اس سے فائدہ اُٹھاتا ہے۔

ہندوستان میں تبلیغ

تبلیغ کے سلسلہ میں مَیں چاہتا ہوں کہ ہندوستان کا کوئی قصبہ یا گاؤں باقی نہ رہے جہاں ہماری تبلیغ نہ ہو۔ ایک بھی بستی باقی نہ رہ جاوے جہاں ہمارے مبلّغ پہنچ کر خدا تعالیٰ کے اس سلسلہ کا پیغام نہ پہنچا دیں اور خوب کھول کھول کر اُنہیں نہ سنا دیں۔ یہ کام معمولی نہیں اور آسان بھی نہیں ہاں اس کو آسان بنا دینا اور معمولی کر دینا خدا تعالیٰ کی قدرت کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے۔ ہمارا یہ کام نہیں کہ ہم لوگوں کو منوا دیں البتہ یہ کام ہمارا ہے اور ہونا چاہئے کہ ہم انہیں حق پہنچا دیں وہ مانیں نہ مانیں یہ اُن کا کام ہے وہ اگر اپنا فرض پورا نہیں کرتے تو اس کے یہ معنے نہیں کہ ہم بھی اپنا فرض پورا نہ کریں۔

اس موقع پر مجھے ایک بزرگ کا واقعہ یاد آیا کہتے ہیں کہ ایک بزرگ بیس ۲۰ برس سے دعا کر رہے تھے وہ ہر روز دعا کرتے اور صبح کے قریب اُن کو جواب ملتا مانگتے رہو میں تو کبھی بھی تمہاری دعا قبول نہیں کروں گا۔ بیس برس گزرنے پر ایک دن ان کا کوئی مرید بھی ان کے ہاں مہمان آیا ہوا تھا اس نے دیکھا کہ پیر صاحب رات بھر دعا کرتے ہیں اور صبح کے قریب ان کو یہ آواز آتی ہے۔ یہ آواز اس مرید نے بھی سنی۔ تیسرے دن اس نے عرض کیا کہ جب اس قسم کا سخت جواب آپ کو ملتا ہے تو پھر آپ کیوں دعا کرتے رہتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ تُو بہت بے استقلال معلوم ہوتا ہے بندے کا کام ہے دعا کرنا۔ خدا تعالیٰ کا کام ہے قبول کرنا۔ مجھے اس

سے کیا غرض کہ وہ قبول کرتا ہے یا نہیں۔ میرا کام دعا کرنا ہے سو میں کرتا رہتا ہوں میں تو بیس ۲۰ سال سے ایسی آوازیں سُن رہا ہوں۔ میں تو کبھی نہیں گھبرایا تُو تین دن میں گھبرا گیا۔ دوسرے دن خدا تعالیٰ نے اُسے فرمایا کہ میں نے تیری وہ ساری دعائیں قبول کر لیں جو تُو نے بیس سال کے اندر کی ہیں۔

غرض ہمارا کام پہنچا دینا ہے اور محض اس وجہ سے کہ کوئی قبول نہیں کرتا ہمیں تھکنا اور رُکنا نہیں چاہئے کیونکہ ہمارا کام منوانا نہیں ہم کو تو اپنا فرض ادا کرنا چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور ہم کہہ سکیں کہ ہم نے پہنچا دیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ۔ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ اور آپ کا کام اتنا ہی فرمایا بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ جو تم پر نازل ہوا اسے پہنچاؤ پس ہمیں اپنا کام کرنا چاہئے۔ جب منوانا ہمارا کام نہیں تو دوسرے کے کام پر ناراض ہو کر اپنا کام کیوں چھوڑیں؟ ہم کو اللہ تعالیٰ کے حضور سُرخرو ہونے کیلئے پیغام حق پہنچا دینا چاہئے۔ پس ایسی تجویز کرو کہ ہر قصبہ اور شہر اور گاؤں میں ہمارے مبلّغ پہنچ جاویں۔ اور زمین و آسمان گواہی دے دیں کہ تم نے اپنا فرض ادا کر دیا اور پہنچا دیا۔

دوم۔ ہندوستان سے باہر ہر ایک ملک میں ہم اپنے واعظ بھیجیں مگر میں اس بات کے کہنے سے نہیں ڈرتا کہ اس تبلیغ سے ہماری غرض سلسلہ احمدیہ کی صورت میں اسلام کی تبلیغ ہو۔ میرا یہی مذہب ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس رہ کر اندر باہر ان سے بھی یہی سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ اسلام کی تبلیغ یہی میری تبلیغ ہے پس اُس اسلام کی تبلیغ کرو جو مسیح موعودؑ لایا۔ حضرت صاحب اپنی ہر ایک تحریر میں اپنا ذکر فرماتے تھے اور ہم مسیح موعودؑ کے ذکر کے بغیر زندہ اسلام پیش کر بھی کب سکتے ہیں پس جو لوگ مسیح موعود کی تبلیغ کا طریق چھوڑتے ہیں یہ ان کی غلطی ہے کمزوری ہے ان پر حُجت پوری ہو چکی ہے حضرت صاحب کی ایک تحریر ملی ہے جو مولوی محمد علی صاحب کو ہی مخاطب کر کے فرمائی تھی۔ اور وہ یہ ہے۔

''اخبار بدر جلد ۶ نمبر ۸ مؤرخہ ۲۱۔ فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۴، ۱۳۔ فروری ۱۹۰۷ء مولوی محمد علی صاحب کو بُلا کر حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہم چاہتے ہیں کہ یورپ امریکہ کے لوگوں پر تبلیغ کا حق ادا کرنے کے واسطے ایک کتاب انگریزی زبان میں لکھی جائے اور یہ آپ کا کام ہے۔ آج کل ان ملکوں میں جو اسلام نہیں پھیلتا اور اگر کوئی مسلمان ہوتا بھی ہے تو وہ بہت کمزوری کی حالت میں

رہتا ہے۔ اس کا سبب یہی ہے کہ وہ لوگ اسلام کی اصل حقیقت سے واقف نہیں ہیں اور نہ ان کے سامنے اصل حقیقت کو پیش کیا گیا ہے۔ ان لوگوں کا حق ہے کہ ان کو حقیقی اسلام دکھلایا جائے جو خدا تعالیٰ نے ہم پر ظاہر کیا ہے۔ وہ امتیازی باتیں جو خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ میں رکھی ہیں وہ ان پر ظاہر کرنی چاہئیں اور خدا تعالیٰ کے مکالمات اور مخاطبات کا سلسلہ ان کے سامنے پیش کرنا چاہئے اور ان سب باتوں کو جمع کیا جائے جن کے ساتھ اسلام کی عزت اس زمانہ میں وابستہ ہے۔ ان تمام دلائل کو ایک جگہ جمع کیا جائے جو اسلام کی صداقت کے واسطے خدا تعالیٰ نے ہم کو سمجھائے ہیں۔ اس طرح ایک جامع کتاب تیار ہو جائے تو امید ہے کہ اس سے ان لوگوں کو بہت فائدہ حاصل ہو"۔

اب بتاؤ کہ جب مسیح موعود علیہ السلام نے خود یورپ میں تبلیغِ اسلام کا طریق بتا دیا ہے تو پھر کسی نئے طریق کو اختیار کرنے کی کیا وجہ ہے۔ افسوس ہے جن کو اس کام کے لائق سمجھ کر ہدایت کی گئی تھی وہی اور راہ اختیار کر رہے ہیں۔ یہ غلط ہے کہ لوگ وہاں سلسلہ کی باتیں سننے کو تیار نہیں۔ ایک دوست کا خط آیا ہے کہ لوگ سلسلہ کی باتیں سننے کو تیار ہیں کیونکہ ایسی جماعتیں وہاں پائی جاتی ہیں جو مسیح کی آمد کی انہیں دنوں میں منتظر ہیں۔ ایسا ہی ریویو کو پڑھ کر بعض خطوط آتے ہیں۔ سویڈن اور انگلستان سے بھی آتے ہیں ایک شخص نے مسیح کے کشمیر آنے کا مضمون پڑھ کر لکھا ہے کہ اسے الگ چھپوایا جائے اور دو ہزار مجھے بھیجا جائے میں اسے شائع کروں گا یہ ایک جرمن یا انگریز کا خط ہے۔ ایسی سعادت مند روحیں ہیں جو سننے کو موجود ہیں مگر ضرورت ہے سنانے والوں کی۔

میں یورپ میں تبلیغ کے سوال پر آج تک خاموش رہا اس کی یہ وجہ نہ تھی کہ میں اس سوال کا فیصلہ نہیں کر سکتا تھا۔ نہیں بلکہ میں نے احتیاط سے کام لیا کہ جو لوگ وہاں گئے ہیں وہ وہاں کے حالات کا بہترین علم رکھتے ہیں میں چونکہ وہاں نہیں گیا اس لئے مجھے خاموش رہنا چاہئے لیکن جو لوگ وہاں گئے ان میں سے بعض نے لکھا ہے کہ حضرت صاحب کا ذکر لوگ سنتے ہیں اور ہماری تبلیغ میں حضرت صاحب کا ذکر ہونا چاہئے۔ اس کے علاوہ خود حضرت صاحب نے یورپ میں تبلیغ کیلئے یہی فرمایا کہ اس سلسلہ کو پیش کیا جاوے اور جو کشف آپ نے دیکھا تھا اس کے بھی یہی معنی کئے کہ میری تحریریں وہاں پہنچیں گی۔ ان تمام امور پر غور کر کے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ممالک غیر اور یورپ میں بھی اس سلسلہ کی اشاعت ہو اور ہمارے مبلّغ وہاں جا کر انہیں بتائیں کہ تمہارا مذہب مُردہ ہے اس میں زندگی کی روح نہیں ہے۔ زندہ مذہب صرف اسلام ہے

جس کی زندگی کا ثبوت اِس زمانہ میں بھی ملتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نازل ہوئے۔ غرض وہاں بھی سلسلہ کا پیغام پہنچایا جاوے اور جہاں ہم سرِ دست واعظ نہیں بھیج سکتے وہاں ٹریکٹ اور چھوٹے چھوٹے رسالے چھپوا کر تقسیم کریں۔

اشتہاری تبلیغ کا جوش

چونکہ مجھے تبلیغ کیلئے خاص دلچسپی رہی ہے اس دلچسپی کے ساتھ عجیب عجیب ولولے اور جوش پیدا ہوتے رہے ہیں۔ اور اس تبلیغی عشق نے عجیب عجیب ترکیبیں میرے دماغ میں پیدا کی ہیں۔ ایک بار خیال آیا کہ جس طرح پر اشتہاری تاجر اخبارات میں اپنا اشتہار دیتے ہیں میں بھی چین کے اخبارات میں ایک اشتہار تبلیغِ سلسلہ کا دوں اور اس کی اُجرت دے دوں تا کہ ایک خاص عرصہ تک وہ اشتہار چھپتا رہے۔ مثلاً یہی اشتہار کہ ''مسیح موعود آ گیا'' بڑی موٹی قلم سے اِس عنوان سے ایک اشتہار چھپتا رہے۔ غرض میں اس جوش اور عشق کا نقشہ الفاظ میں نہیں کھینچ سکتا جو اس مقصد کے لئے مجھے دیا گیا ہے یہ ایک نمونہ ہے اس جوش کے پورا کرنے کا۔ ورنہ یہ ایک لطیفہ ہی ہے اس تجویز کے ساتھ ہی مجھے بے اختیار ہنسی آئی کہ یہ اشتہاری تبلیغ بھی عجیب ہوگی۔ مگر یہ کوئی نئی بات نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی تبلیغِ سلسلہ کیلئے عجیب عجیب خیال آتے تھے اور وہ دن رات اسی فکر میں رہتے تھے کہ یہ پیغام دنیا کے ہر کونے میں پہنچ جاوے۔ ایک مرتبہ آپ نے تجویز کی کہ ہماری جماعت کا لباس ہی الگ ہو تا کہ ہر شخص بجائے خود ایک تبلیغ ہو سکے اور دوستوں کو ایک دوسرے کی ناواقفی میں شناخت آسان ہو۔ اس پر مختلف تجویزیں ہوتی رہیں۔ میں خیال کرتا ہوں شاید اسی بناء پر لکھنؤ کے ایک دوست نے اپنی ٹوپی پر احمدی لکھوالیا۔ غرض تبلیغ ہو اور کونہ کونہ میں ہو کوئی جگہ باقی نہ رہے یہ جوش یہ تجویزیں اور کوشش ہماری نہیں یہ حضرت صاحب ہی کی ہیں اور سب کچھ انہیں کا ہے۔ ہمارا تو کچھ بھی نہیں۔

مبلّغ کہاں سے آویں

جب ہم چاہتے ہیں کہ دنیا کے ہر گوشہ اور ہر قوم اور ہر زبان میں ہماری تبلیغ ہو تو دوسرا سوال جو قدرتاً پیدا ہوتا ہے یہ ہوگا کہ تبلیغ کے لئے مبلّغ کہاں سے آویں؟ یہ وہ سوال ہے جس نے ہمیشہ میرے دل کو دکھ میں رکھا ہے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی یہ تڑپ رکھتے تھے کہ اخلاص کے ساتھ تبلیغ کرنے والے ملیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی بھی یہ آرزو رہی۔ اسی خواہش نے اسی جگہ اسی مسجد میں مدرسہ احمدیہ کی بنیاد مجھ سے رکھوائی اور اسی مسجد میں بڑے زور سے اس کی مخالفت کی گئی لیکن میری کوئی ذاتی خواہش

اور غرض نہ تھی محض اعلائے سلسلہ کی غرض سے میں نے یہ تحریک کی تھی۔ باوجود یہ کہ بڑے بڑے آدمیوں نے مخالفت کی آخر اللہ تعالیٰ نے اس مدرسہ کو قائم کر ہی دیا۔ اُس وقت سمجھنے والوں نے نہ سمجھا کہ اس مدرسہ کی کس قدر ضرورت ہے اور مخالفت میں حصہ لیا۔ میں دیکھتا تھا کہ علماء کے قائم مقام پیدا نہیں ہوتے۔ میرے دوستو! یہ معمولی مصیبت اور دکھ نہیں ہے کیا تم چاہتے ہو۔ ہاں کیا تم چاہتے ہو کہ فتویٰ پوچھنے کیلئے تم ندوہ اور دوسرے غیر احمدی مدرسوں یا علماء سے سوال کرتے پھرو۔ جو تم پر کفر کے فتوے دے رہے ہیں؟ دینی علوم کے بغیر قوم مُردہ ہوتی ہے پس اس خیال کو مدنظر رکھ کر باوجود پُر جوش مخالفت کے میں نے مدرسہ احمدیہ کی تحریک کو اُٹھایا اور خدا کا فضل ہے کہ وہ مدرسہ دن بدن ترقی کر رہا ہے۔ لیکن ہمیں تو اِس وقت واعظ اور معلّموں کی ضرورت ہے مدرسہ سے تعلیم یافتہ نکلیں گے اور انشاء اللہ وہ مفید ثابت ہونگے مگر ضرورتیں ایسی ہیں کہ ابھی ملیں۔ میرا اپنا دل تو چاہتا ہے کہ گاؤں گاؤں ہمارے علماء اور مفتی ہوں جن کے ذریعہ علوم دینیہ کی تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری ہو اور کوئی بھی احمدی باقی نہ رہے جو پڑھا لکھا نہ ہو اور علوم دینی سے واقف نہ ہو۔ میرے دل میں اس غرض کے لئے بھی عجیب عجیب تجویزیں ہیں جو خدا چاہے گا تو پوری ہو جائیں گی۔

غرض یہ ضروری سوال ہے کہ مبلّغ کہاں سے آویں؟ اور پھر چونکہ ہم چاہتے ہیں کہ ہر قوم اور ہر زبان میں ہماری تبلیغ ہو اس لئے ضرورت ہے کہ مختلف زبانیں سکھائی جاویں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی زندگی میں مَیں نے ارادہ کیا تھا کہ بعض ایسے طالب علم ملیں جو سنسکرت پڑھیں اور پھر وہ ہندوؤں کے گاؤں میں جا کر کوئی مدرسہ کھول دیں اور تعلیم کے ساتھ تبلیغ کا سلسلہ بھی جاری رکھیں اور ایک عرصہ تک وہاں رہیں جب اسلام کا بیج بویا جائے تو مدرسہ کسی شاگرد کے سپرد کر کے آپ دوسری جگہ جا کر کام کریں۔ غرض جس رنگ میں تبلیغ آسانی سے ہو سکے کریں۔

اس قسم کے لوگوں کی بہت بڑی ضرورت ہے جو خدمتِ دین کیلئے نکل کھڑے ہوں۔ یہ ضرورت کس طرح پوری ہو ایک سہل طریق خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا ہے اور وہ یہ ہے کہ یہاں ایک مدرسہ ہو تم باہم مل کر اس کے لئے مشورہ کرو۔ پھر میں غور کروں گا میں پھر کہتا ہوں کہ میں تم سے جو مشورہ کر رہا ہوں یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے نیچے کر رہا ہوں۔ قرآن مجید میں اس نے فرمایا ہے وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ (اٰل عمران: ۱۶۰) پس تم مشورہ کر کے مجھے بتاؤ۔ پھر اللہ تعالیٰ جو کچھ میرے دل میں ڈالے گا میں اس پر تَوَكُّلًا عَلَى اللّٰهِ

عزم کروں گا۔ غرض ایک مدرسہ ہو، اس میں ایک ایک مہینے یا تین تین مہینے کے کورس ہوں، اس عرصہ میں مختلف جگہ سے لوگ آجاویں اور وہ کورس پورا کر کے اپنے وطنوں کو چلے جاویں اور وہاں جا کر اپنے اس کورس کے موافق سلسلہ تبلیغ کا جاری کریں۔ پھر ان کی جگہ ایک اور جماعت آوے اور وہ بھی اسی طرح اپنا کورس پورا کر کے چلی جاوے۔ سال تک برابر اسی طرح ہوتا رہے پھر اسی طریق پر وہ لوگ جو پہلے سال آئے تھے آتے رہیں۔ اس طرح پر ان کی تکمیل ہو اور ساتھ ہی وہ تبلیغ کرتے رہیں۔ میں اس مقصد کیلئے خاص استاد مقرر کروں گا اور جو لوگ اس طرح پر آتے رہیں گے وہ برابر پڑھتے رہیں گے۔ یہ تعلیم کا ایک ایسا ہی طریق ہے جیسا کہ میدانِ جنگ میں نماز کا ہے۔ اِس وقت بھی دشمن سے جنگ ہے اب تیر وتفنگ کی لڑائی نہیں بلکہ دلائل اور براہین سے ہو رہی ہے اس لئے اِنہی ہتھیاروں سے ہم کو مسلّح ہونا چاہئے اور اس کی یہ ایک صورت ہے۔

غرض ایک سال کا کورس ختم ہونے کے بعد پھر پہلی جماعت آئے اور کورس ختم کرے ایک ایک سال کے لئے ذخیرہ موجود ہوگا۔ حتّٰی کہ چار پانچ ۶، ۷ سال میں جب تک خدا چاہے کام کرتے رہیں اتنے عرصہ میں مبلّغ تیار ہو جاویں گے۔ یہ ایک طریق ہے یہ ایک رنگ ہے پس تم غور کرو کہ ایک مدرسہ اس قسم کا چاہئے۔

واعظین کا تقرر

واعظین کے تقرر کی بھی ضرورت ہے اور میری رائے یہ ہے کہ کم از کم دس تو ہوں۔ ان کو مختلف جگہ بھیج دیا جاوے۔ مثلاً ایک سیالکوٹ چلا جاوے وہ وہاں جا کر درس دے اور تبلیغ کرے تین ماہ تک وہاں رہے اور پھر دوسری جگہ چلا جاوے۔ کسی جگہ ایک آدھ دن کے لیکچر یا وعظ کی بجائے یہ سلسلہ زیادہ مفید ہو سکتا ہے واعظین کم از کم دس ہوں اور اگر یہ بھی نہ مل سکیں تو کم از کم پانچ ہی ہوں۔

قوم لوط کا واقعہ

اس موقع پر مجھے ایک خطرناک واقعہ یاد آ گیا۔ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر جب عذاب آیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی ’’تب ابرہام نزدیک جا کے بولا۔ کیا تُو نیک کو بد کے ساتھ ہلاک کرے گا؟ شاید پچاس صادق اس شہر میں ہوں۔ کیا تُو اسے ہلاک کرے گا اور ان پچاس صادقوں کی خاطر جو اس کے درمیان ہیں۔ اس مقام کو نہ چھوڑے گا؟ ایسا کرنا تجھ سے بعید ہے کہ نیک کو بد کے ساتھ مار ڈالے اور نیک بد کے برابر ہو جاویں یہ تجھ سے بعید ہے! کیا تمام دنیا کا انصاف کرنے والا انصاف نہ کرے گا؟ اور خداوند نے کہا کہ اگر میں سدوم میں شہر کے درمیان پچاس صادق پاؤں تو میں ان

کے واسطے تمام مکان کو چھوڑوں گا۔ تب ابرھام نے جواب دیا اور کہا کہ اب دیکھ میں نے خداوند سے بولنے میں جرأت کی اگرچہ میں خاک اور راکھ ہوں۔ شاید پچاس صادقوں سے پانچ کم ہوں۔ کیا ان پانچ کے واسطے تُو تمام شہر کو نیست کرے گا؟ اور اس نے کہا اگر میں وہاں پینتالیس پاؤں تو نیست نہ کروں گا۔ پھر اس نے اس سے کہا شاید وہاں چالیس پائے جائیں۔ تب اس نے کہا کہ میں چالیس کے واسطے بھی نہ کروں گا۔ پھر اس نے کہا کہ میں منّت کرتا ہوں کہ اگر خداوند خفا نہ ہوں تو میں پھر کہوں۔ شاید وہاں تیس پائے جائیں وہ بولا اگر میں وہاں تیس پاؤں تو میں یہ نہ کروں گا۔ پھر اس نے کہا دیکھ میں نے خداوند سے بات کرنے میں جرأت کی۔ شاید وہاں بیس پائے جائیں۔ وہ بولا میں بیس کے واسطے بھی اسے نیست نہ کروں گا۔ تب اس نے کہا میں منّت کرتا ہوں کہ خداوند خفا نہ ہوں۔ تب میں فقط اب کی بار پھر کہوں شاید وہاں دس پائے جائیں۔ وہ بولا میں دس کے واسطے بھی اسے نیست نہ کروں گا''۔

(پیدائش باب ۱۸ آیت ۲۳ تا ۳۲ مطبوعہ برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی انارکلی لاہور ۱۹۲۲ء)

قرآن شریف میں اس کی نسبت فرمایا فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ (الذّٰریٰت: ۳۷) غرض دس کے ذکر پر مجھے یہ واقعہ یاد آ گیا تو کس قدر افسوس کی بات ہے کہ دس مولوی بھی نہ ملیں یہ بہت ہی رونے اور گڑگڑانے اور دعاؤں کا مقام ہے کیونکہ جب علماء نہ ہوں تو دین میں کمزوری آجاتی ہے میں تو بہت دعائیں کرتا ہوں کہ اللہ اس نقص کو دور فرماوے۔

یہ تجویز جو میں نے پیش کی ہے قرآن مجید نے ہی اس کو پیش کیا ہے چنانچہ فرمایا فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ (التوبۃ: ۱۲۲) سارے مؤمن تو ایک وقت اکٹھے نہیں ہو سکتے اس لئے یہ فرمایا کہ ہر علاقہ سے کچھ لوگ آویں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور رہ کر دین حاصل کر کے اپنی قوم میں جاکر اُنہیں سکھائیں۔ یہ تو میری پہلی تجویز کی تائید قرآن مجید سے ہے یا یوں کہو کہ قرآن مجید کی ہدایت کے موافق میری پہلی تجویز ہے۔

دوسری تجویز بھی قرآن مجید ہی کی ہے چنانچہ فرمایا وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ (اٰل عمران: ۱۰۵) یہ آیت واعظین کی ایک ایسی جماعت کی تائید کرتی ہے جس کا کام ہی تبلیغ ہو۔

تعلیمِ شرائع

ان امور کے بعد پھر تعلیم شرائع کا کام آتا ہے جب تک قوم کو شریعت سے واقفیت نہ ہو انہیں معلوم نہ ہو کہ انہوں نے کیا کرنا ہے عملی حالت کی اصلاح

مشکل ہوتی ہے اس لئے خلیفہ کے کاموں میں تعلیم شرائع ضروری ہے میں نے ایک شخص کو دیکھا جو بیعت کرنے لگا اس کو کلمہ بھی نہیں آتا تھا اس لئے ضروری ہے کہ ہماری جماعت کا کوئی فرد باقی نہ رہے جو ضروری باتیں دین کی نہ جانتا ہو۔ پس اس تعلیم شرائع کے انتظام کی ضرورت ہے۔ یہ کام کچھ تو مبلّغین اور واعظین سے لیا جاوے۔ وہ ضروری دینی مسائل سے قوم کو واقف کرتے رہیں۔ میں نے ایسے آدمیوں کو دیکھا ہے جو قوم میں لیڈر کہلاتے ہیں وہ نماز نہیں پڑھنا جانتے اور بعض اوقات عجیب عجیب قسم کی غلطیاں کرتے ہیں اور نمازیں پڑھنی نہیں آتی ہیں اور یقیناً نہیں آتی ہیں۔ کوئی کہہ دیگا کہ یہ (تعدیلِ ارکان) فضول ہیں میں کہتا ہوں کہ خدا نے کیوں فرمایا یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ پس یہ ضروری چیز ہے اور میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر ایک کی حکمت بیان کر سکتا ہوں۔ میں نے حضرت صاحب کو دیکھا ہے کہ جُراب میں ذرا سوراخ ہو جاتا تو فوراً اس کو تبدیل کر لیتے۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ لوگ ایسی پھٹی ہوئی جُرابوں پر بھی جن کی ایڑی اور پنجہ دونوں نہیں ہوتے مسح کرتے چلے جاتے ہیں یہ کیوں ہوتا ہے؟ شریعت کے احکام کی واقفیت نہیں ہوتی۔ اکثر لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ رخصت اور جواز کے صحیح محل کو نہیں سمجھتے۔

مجھے ایک دوست نے ایک لطیفہ سنایا کہ کسی مولوی نے ریشم کے کنارے والا تہ بند پہنا ہوا تھا اور وہ کنارہ بہت بڑا تھا میں نے ان سے کہا کہ ریشم تو منع ہے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ کہاں لکھا ہے؟ میں نے کہا کہ آپ لوگوں سے ہی سنا ہے کہ چار انگلیوں سے زیادہ نہ ہو مولوی صاحب نے کہا کہ چار انگلیاں ہماری تمہاری نہیں بلکہ حضرت عمرؓ کی ان کی چار انگلیاں ہماری بالشت کے برابر تھیں۔ اسی طرح انسان خیالی شریعتیں قائم کرتا ہے۔ یہ خوف کا مقام ہے ایسی باتوں سے پرہیز کرنا چاہئے اور یہ اُسی وقت ہو سکتا ہے جب انسان حدودِ شرائع سے واقف ہو اور خدا کا خوف دل میں ہو۔ یہ مت سمجھو کہ چھوٹے چھوٹے احکام میں اگر پرواہ نہ کی جاوے تو کوئی حرج نہیں یہ بڑی بھاری غلطی ہے جو شخص چھوٹے سے چھوٹے حکم کی پابندی نہیں کرتا وہ بڑے سے بڑے حکم کی بھی پابندی نہیں کر سکتا۔ خدا کے حکم سب بڑے ہیں بڑوں کی بات بڑی ہی ہوتی ہے جن احکام کو لوگ چھوٹا سمجھتے ہیں ان سے غفلت اور بے پرواہی بعض اوقات کفر تک پہنچا دیتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے بعض چھوٹے چھوٹے احکام بتائے ہیں مگر ان کی عظمت میں کمی نہیں آتی۔ طالوت کا واقعہ قرآن مجید میں موجود ہے۔ ایک نہر کے ذریعہ قوم کا امتحان ہو گیا۔ سیر ہو کر پینے والوں کو کہہ دیا فَلَيْسَ مِنِّيْ۔ اب ایک سطحی خیال کا آدمی تو یہی کہے گا کہ پانی پی لینا کونسا جرم

تھا۔ مگر نہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت سکھانا مقصود تھا۔ وہ جنگ کیلئے جا رہے تھے اس لئے یہ امتحان کا حکم دے دیا اگر وہ اس چھوٹے سے حکم کی اطاعت کرنے کے بھی قابل نہ ہوں گے تو پھر میدانِ جنگ میں کہاں مانیں گے؟ بہر حال اللہ تعالیٰ کے تمام احکام میں حکمتیں ہیں اور اگر انسان ان پر عمل کرتا رہے تو پھر اللہ تعالیٰ ایمان نصیب کر دیتا ہے اور اپنے فضل کے دروازے کھول دیتا ہے (چونکہ وقت زیادہ ہو گیا تھا آپ نے فرمایا کہ گھبرانا نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بعض وقت لمبی تقریر کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے آپ لوگوں کو جس غرض کیلئے جمع کیا گیا ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ پورے طور پر اس سے واقف ہو جاویں۔)

غرض شرائع میں حکمتیں ہیں اگر ان کی حقیقت معلوم نہ ہو تو بعض وقت اصل احکام بھی جاتے رہتے ہیں اور پھر غفلت اور سُستی پیدا ہو کر مٹ جاتے ہیں۔ کسی جنٹلمین نے لکھ دیا کہ نماز کسی بنچ یا کرسی پر بیٹھ کر ہونی چاہئے کیونکہ پتلون خراب ہو جاتی ہے دوسرے نے کہہ دیا کہ وضوء کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ اس سے کفیں وغیرہ خراب ہو جاتی ہیں۔ جب یہاں تک نوبت پہنچی تو رکوع اور سجدہ بھی ساتھ ہی گیا۔ اگر کوئی شخص ان کو حکمت سکھانے والا ہوتا اور انہیں بتاتا کہ نماز کی حقیقت یہ ہے، وضوء کے یہ فوائد ہیں اور رکوع اور سجود میں یہ حکمتیں ہیں تو یہ مصیبت کیوں آتی اور اس طرح وہ دین کو کیوں خیر باد کہتے۔ مسلمانوں نے شرائع کی حکمتوں کے سیکھنے کی کوشش نہیں کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت لوگ مرتد ہو رہے ہیں اگر کوئی عالم ان کو حکمتوں سے واقف کرتا تو کبھی دہریت اور ارتداد نہ پھیلتا۔

یہاں اسی مسجد والے مکان کے مالک (یہ مسجد والا مکان مرزا امام الدین وغیرہ سے خریدا تھا۔ مؤلف) حضرت صاحب کے چچا کا بیٹا مرزا امام الدین دہریہ تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک مرتبہ ان سے پوچھا کہ مرزا صاحب! کبھی یہ خیال بھی آیا ہے کہ اسلام کی طرف توجہ کرنی چاہئے؟ کہنے لگا کہ میری فطرت بچپن سے ہی سلیم تھی لوگ جب نماز پڑھتے اور رکوع سجود کرتے تو مجھے ہنسی آتی تھی کہ یہ کیا کرتے ہیں۔ یہ کیوں ہوا؟ اس لئے کہ انہیں کسی نے حکمت نہ سکھائی۔ شرائع اسلام کی حقیقت سے واقف نہ کیا نتیجہ یہ ہوا کہ دہریہ ہو گیا سو یہ کام خلیفہ کا ہے کہ حکمت سکھائے اور چونکہ وہ ہر جگہ تو جا نہیں سکتا اس لئے ایک جماعت ہو جو اس کے پاس رہ کر ان حکمتوں اور شرائع کے حدود کو سیکھے پھر وہ اس کے ماتحت لوگوں کو سکھائے تاکہ لوگ گمراہ نہ ہوں۔ اس زمانہ میں اس کی خصوصیت سے ضرورت ہے کہ لوگ جدید علوم پڑھ کر ہوشیار ہو رہے ہیں

عیسائیوں نے اسلام پر اعتراض کیا ہے کہ عبادات کے ساتھ مادی امور کو شامل کیا ہے۔ انہیں چونکہ شریعت کی حقیقت کی خبر نہیں اس لئے دوسروں کو گمراہ کرتے ہیں۔ پس ضرورت ہے کہ واعظ مقرر ہوں جو شرائع کی تعلیم دیں اور ان کی حکمت سے لوگوں کو آگاہ کریں۔

تعلیمُ العقائد کی کتاب

اس کے سوا ایک اور ضروری بات ہے حضرت صاحب کو اس کے متعلق بڑی توجہ تھی مگر لوگوں نے بُھلا دی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پھر حضرت خلیفۃ المسیح نے توجہ دلائی مگر لوگوں نے پھر بھلا دی۔ میں اب پھر یاد دلاتا ہوں اور اِنْشَاءَ اللّٰہُ الْعَزِیْز میں اس کو یاد رکھوں گا اور یاد دلاتا رہوں گا۔ جب تک اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کی تکمیل کے کام سے بُرخرو کر دے۔ میں نے حضرت صاحب سے بارہا یہ خواہش سنی تھی کہ ایسا رسالہ ہو جس میں عقائدِ احمدیہ ہوں اگر ایسا رسالہ تیار ہو جائے تو آئے دن کے جھگڑے فیصل ہو جائیں اور پھر نزاعیں برپا نہ ہوں۔

میں چاہتا ہوں کہ علماء کی ایک مجلس قائم کروں اور وہ حضرت صاحب کی کتابوں کو پڑھ کر اور آپ کی تقریروں کو زیرِ نظر رکھ کر عقائدِ احمدیہ پر ایک کتاب لکھیں اور اس کو شائع کیا جاوے اس وقت جو بحثیں چھڑتی ہیں جیسے کفر و اسلام کی بحث کسی نے چھیڑ دی اس سے اس قسم کی تمام بحثوں کا سدِّ باب ہو جائے گا لیکن اب جبکہ کوئی ایسی مستند اور جامع کتاب موجود نہیں مختلف جھگڑے آئے دن ہوتے رہتے ہیں کوئی کہتا ہے حضرت صاحب مسیح ناصری سے افضل تھے دوسرا کہتا ہے نہیں اس کی جڑ یہی ہے کہ لوگوں کو واقفیت نہیں۔ مگر جب ایسی جامع کتاب علماء کی ایک مجلس کے کامل غور کے بعد شائع ہو جاوے گی تو سب کے سب اسے اپنے پاس رکھیں گے اور اس طرح پر عقائد میں اِنْشَاءَ اللّٰہُ اختلاف نہیں ہوگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقِ وعظ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق یہ تھا کہ آپ بہت ہی مختصر وعظ فرماتے۔ لیکن کبھی ایسا بھی ہوا کہ آپ وعظ فرما رہے ہیں اور ظہر کا وقت آ گیا۔ پھر نماز پڑھ لی۔ پھر وعظ کرنے لگے اور عصر کا وقت آ گیا پھر نماز پڑھ لی۔ پس آج کا وعظ اسی سنت پر عمل معلوم ہوتا ہے۔ میں جب یہاں آیا ہوں تو بیت الدعا میں دعا کر کے آیا تھا کہ میرے منہ سے کوئی بات ایسی نہ نکلے جو ہدایت کی بات نہ ہو۔ ہدایت ہو اور لوگ ہدایت سمجھ کر مانیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ وقت زیادہ ہو گیا ہے اور میں اپنے آپ کو روکنا چاہتا ہوں مگر باتیں آ رہی ہیں اور مجھے بولنا پڑتا ہے۔ پس میں

انہیں ربّانی تحریک سمجھ کر اور اپنی دعا کا نتیجہ یقین کر کے بولنے پر مجبور ہوں غرض تعلیم العقائد کیلئے ایک ایسے رسالہ یا ٹریکٹ کی ضرورت ہے۔ اس کے نہ ہونے کی وجہ سے یہ دقّت آرہی ہے کہ کسی نے صرف تریاق القلوب کو پڑھا اور اس سے ایک نتیجہ نکال کر اس پر قائم ہو گیا حقیقۃ الوحی کو نہ دیکھا اب دوسرا آیا اس نے حقیقۃ الوحی کو پڑھا اور سمجھا ہے وہ اس کی بناء پر اس سے بحث کرتا ہے اور تیسرا آتا ہے اس نے حضرت صاحب کے تمام اشتہارات کو بھی جن کی تعداد ۱۸۰ سے زیادہ ہے پڑھا ہے وہ اپنے علم کے موافق کلام کرتا ہے۔ مثلاً مجھے اب تک معلوم نہ تھا کہ اشتہارات کی اس قدر تعداد ہے آج ہی معلوم ہوا ہے اور اب اِنْشَاءَ اللّٰہُ میں خود بھی ان تمام اشتہارات کو پڑھوں گا۔

پس ضرورت ہے کہ علماء کی ایک جماعت ہو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں پڑھ کر عقائد کے متعلق ایک نتیجہ نکال کر ایک رسالہ میں انہیں جمع کریں۔ وہ تمام عقائد جماعت کو دیئے جاویں اور سب انہیں پڑھیں اور یاد رکھیں۔ یہ اختلاف جو عقائد کے متعلق پیدا ہوتا ہے اِنْشَاءَ اللّٰہُ بالکل مٹ جاوے گا سب کا ایک ہی عقیدہ ہو گا اور اگر پھر اختلاف ہو گا بھی تو نہایت ہی خفیف ہو گا۔ تفرقہ نہ ہو گا جیسے اب ہوا۔ میں یہ بھی کہتا ہوں کہ اس وقت بھی جو اختلاف ہوا وہ عقائد کی وجہ سے نہیں۔ کفر و اسلام کا بہانہ ہے۔ احمدی اور غیر احمدی کے سوال کو خلافت سے کیا تعلق؟ اگر یہ سوال حل ہو جائے تو کیا یہ معترض خلافت کو مانیں گے کبھی نہیں یہ تو غیر احمدیوں کی ہمدردی کو حاصل کرنے اور بعض احمدیوں کو بھڑکانے کیلئے ہے بھلا خیال تو کرو کہ دو میاں بیوی یا بھائی بھائی اگر آپس میں لڑ کر ایک دوسرے سے جُدا ہو جائیں کہ ہمارے ہمسایہ کا کیا مذہب ہے تو یہ عقلمندی ہوگی۔ نہیں یہ مسئلہ صرف ایک آڑ ہے۔

میری خواہش

میرا دل چاہتا ہے کہ ان خواہشوں کی تکمیل میرے وقت میں ہو جاوے یہ اتحاد کیلئے بڑی ضروری ہیں اگر خدا تعالیٰ نے چاہا جیسا کہ میں اپنے خدا پر بڑی بڑی امیدیں رکھتا ہوں تو سب کچھ ہو جائے گا۔ تعلیمِ شرائع کا انتظام بھی ہو جاوے گا اور حکمت بھی سکھائیں گے اور یہ ساری باتیں قرآن شریف سے ہی اِنْشَاءَ اللّٰہُ بتادیں گے۔

تزکیۂ نفوس

ان امور کے بعد اب تزکیہ نفس ہے میں نے کہا ہے کہ قرآن مجید سے اور سورۃ بقرہ کی ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ تزکیۂ نفوس کیلئے سب سے بڑا ہتھیار ناقابلِ خطا ہتھیار دعا ہے۔ نماز بھی دعا ہی ہے۔ سورۃ بقرہ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

کام تزکیہ بتایا ہے اسے بھی دعا پر ہی ختم کیا ہے اور نماز کے آخری حصہ میں بھی دعائیں ہی ہیں۔

پس تزکیۂ نفوس کیلئے پہلی چیز دعا ہی ہے خدا کے محض فضل سے میں بہت دعائیں کرتا ہوں اور بہت کرتا ہوں تم بھی دعاؤں سے کام لو۔ خدا تعالیٰ زیادہ توفیق دے۔ یہ بھی یاد رکھو کہ میری اور تمہاری دعاؤں میں فرق ہے جیسے ایک ضلع کے افسر کی رپورٹ کا اور اثر ہوتا ہے۔ لیفٹیننٹ گورنر کا اور، اور وائسرائے کا اور۔ اسی طرح پر اللہ تعالیٰ جس کسی کو منصبِ خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے تم میرے لئے دعا کرو کہ مجھے تمہارے لئے زیادہ دعا کی توفیق ملے اور اللہ تعالیٰ ہماری ہر قسم کی سستی دور کر کے چستی پیدا کرے۔ میں جو دعا کروں گا۔ وہ اِنْشَاءَ اللّٰہُ فرداً فرداً ہر شخص کی دعا سے زیادہ طاقت رکھے گی۔ تزکیۂ نفس کے متعلق کسی نے ایک لطیف بات بیان کی ہے اور وہ یہ ہے کہ ان تین باتوں کا نتیجہ یُزَکِّیْھِمْ ہوتا ہے۔ یعنی قرآن مجید کی تلاوت کرے اور تَعْلِیْمُ الْکِتَابِ وَالْحِکْمَۃِ کرے اس کے بعد اس جماعت میں تزکیہ پیدا ہو جائے گا۔

پھر ایک اور بڑا ذریعہ تزکیۂ نفوس کا ہے جو مسیح موعود علیہ السلام نے کہا ہے اور میرا یقین ہے کہ وہ بالکل درست ہے۔ ہر ہر حرف اس کا سچا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر شخص جو قادیان نہیں آتا یا کم از کم ہجرت کی خواہش نہیں رکھتا اس کی نسبت شبہ ہے کہ اس کا ایمان درست ہو۔ عبدالحکیم کی نسبت یہی فرمایا کرتے تھے کہ وہ قادیان نہ آتا تھا۔ قادیان کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ (تذکرہ صفحہ ۳۱۴) فرمایا یہ بالکل درست ہے کہ یہاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی فرماتے تھے۔

زمینِ قادیان اب محترم ہے
ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے

جب خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا کہ ''بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے'' تو پھر جہاں وہ پیدا ہوا۔ جس زمین پر چلتا پھرتا رہا اور آخر دفن ہوا کیا وہاں برکت نازل نہ ہو گی؟

یہ جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ وعدہ دیا کہ مکہ میں دجّال نہ جائے گا۔ کیا زمین کی وجہ سے نہیں جائے گا؟ نہیں بلکہ اس لئے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں مبعوث ہوئے۔

میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا ہے کہ قادیان کی زمین بابرکت ہے میں نے دیکھا کہ ایک شخص عبدالصمد کھڑا ہے اور کہتا ہے۔

''مبارک ہو قادیان کی غریب جماعت! تم پر خلافت کی رحمتیں یا برکتیں نازل ہوتی ہیں''۔

یہ بالکل درست ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام کے مقامات دیکھنے سے ایک رقت پیدا ہوتی ہے اور دعا کی تحریک ہوتی ہے اس لئے قادیان میں زیادہ آنا چاہئے۔

پھر دعاؤں کیلئے تعلق کی ضرورت ہے حضرت صاحب کو میں نے دیکھا ہے مگر حضرت خلیفۃ المسیح بچتے تھے اور میں خود بھی بچتا ہوں۔ حضرت صاحب بعض لوگوں کو کہہ دیا کرتے تھے کہ تم ایک نذر مقرر کرو میں دعا کروں گا۔ یہ طریق محض اس لئے اختیار کرتے تھے کہ تعلق بڑھے۔ اس کے لئے حضرت صاحب نے بارہا ایک حکایت سنائی ہے کہ ایک بزرگ سے کوئی شخص دعا کرانے گیا اس کے مکان کا قبالہ گم ہو گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں دعا کروں گا مگر پہلے میرے لئے حلوہ لاؤ۔ وہ شخص حیران تو ہوا مگر دعا کی ضرورت تھی حلوہ لینے چلا گیا اور حلوائی کی دُکان سے حلوہ لیا۔ وہ جب حلوہ ایک کاغذ میں ڈال کر دینے لگا تو وہ چلّایا کہ اس کو پھاڑ یو نہیں یہ تو میرے مکان کا قبالہ ہے اسی کے لئے وہ دعا کرانا چاہتا تھا۔ غرض وہ حلوہ لے کر گیا اور بتایا کہ قبالہ مل گیا تو اس بزرگ نے کہا میری غرض حلوہ سے صرف یہ تھی کہ تعلق پیدا ہو۔ غرض دعا کیلئے ایک تعلق کی ضرورت ہے اور اس کے لئے اتنا ہی کہتا ہوں کہ خطوط کے ذریعہ یاد دلاتے رہو تا کہ تم مجھے یاد رہو۔

یُزَکِّیھِمْ کے دوسرے معنی

اب یُزَکِّیھِمْ کے دوسرے معنی لو۔ جس میں غرباء و مساکین کی خبر گیری داخل ہے لوگ یہ تو نہیں جانتے کہ میرے پاس ہے یا نہیں مگر جب وہ جانتے ہیں کہ میں خلیفہ ہو گیا ہوں تو حاجتمند تو آتے ہیں اور یہ سیدھی بات ہے کہ جو شخص کسی قوم کا سردار بنے گا اس کے پاس حاجتمند تو آئیں گے۔ اس لئے شریعت نے زکوٰۃ کا انتظام خلیفہ کے سپرد کیا ہے۔ تمام زکوٰۃ اس کے پاس آنی چاہئے تا کہ وہ حاجتمندوں کو دیتا رہے۔ پس چونکہ یہ میرا ایک فرض اور کام ہے کہ میں کمزور لوگوں کی کمزوریوں کو دور کروں اس لئے تمہارا فرض ہونا چاہئے کہ اس میں میرے مددگار رہو۔ ابھی تو جھگڑے ہی ختم نہیں ہوئے مگر پھر بھی کئی سَو کی درخواستیں آ چکی ہیں جن کا مجھے انتظام کرنا پڑتا ہے۔ جیسا کہ ابھی میں نے کہا ہے کہ یہ سلسلہ خلیفہ کے ذمہ رکھا ہے کہ ہر قسم کی کمزوریاں دور کرے خواہ

وہ جسمانی ہوں یا مالی، ذہنی ہوں یا علمی اور اس کے لئے سامان چاہئے۔ پس اس کے انتظام کیلئے زکوٰۃ کی مد کا انتظام ہونا ضروری ہے میں نے اس کے انتظام کیلئے یہ تجویز کی ہے کہ زکوٰۃ سے اس قسم کے اخراجات ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں بھی یہ تجویز میں نے پیش کی تھی۔ پہلے تو میں ان سے بے تکلف تھا اور دو دو گھنٹہ تک مباحثہ کرتا رہتا تھا لیکن جب وہ خلیفہ ہو گئے تو کبھی میں ان کے سامنے چوکڑی مار کر بھی نہیں بیٹھا کرتا تھا جاننے والے جانتے ہیں خواہ مجھے تکلیف بھی ہوتی مگر یہ جرأت نہ کرتا اور نہ اونچی آواز سے کلام کرتا۔ کسی ذریعہ سے میں نے انہیں کہلا بھیجا تھا کہ زکوٰۃ خلیفہ کے پاس آنی چاہئے۔ کسی زمانہ میں تو عُشر آتے تھے اب وہ وقت نہیں آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ اس شخص کو کہا کہ تم مجھے زکوٰۃ دے دیا کرو میرا یہی مذہب ہے اور میرا بھی یہی عقیدہ ہے کہ زکوٰۃ خلیفہ کے پاس جمع ہو۔

پس تمہیں چاہئے کہ اپنی انجمنوں میں زکوٰۃ کے رجسٹر رکھو اور ہر شخص کی آمدنی تشخیص کر کے اس میں درج کرو اور جو لوگ صاحبِ نصاب ہوں وہ حساب کر کے پوری زکوٰۃ ادا کریں اور وہ براہِ راست انجمن مقامی کے رجسٹروں میں درج ہو کر میرے پاس آ جائے اس کا باقاعدہ حساب کتاب رہے ہاں یہ بھی ضروری ہے کہ جن زکوٰۃ دینے والوں کے بعض رشتہ دار مستحقِ زکوٰۃ ہوں کہ ان کی مدد زکوٰۃ سے ہو سکتی ہو وہ ایک فہرست اس مطلب کی یہاں بھیج دیں۔ پھر ان کیلئے بھی مناسب مدد یا تو یہاں سے بھیج دی جایا کرے گی یا وہاں ہی سے دے دیئے جانے کا حکم دیا جایا کرے گا۔ بہر حال زکوٰۃ جمع ایک جگہ ہونی چاہئے اور پھر خلیفہ کے حکم کے ماتحت وہ خرچ ہونی چاہئے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر باقاعدہ رجسٹر کھولے گئے اور اس کے جمع کرنے میں کوشش کی گئی تو اس مد میں ہزاروں روپیہ جمع ہو سکتا ہے بلکہ میرا یقین ہے کہ تھوڑے ہی دنوں میں لاکھ سے بھی زیادہ آمدنی ہو سکتی ہے اس طرف زور سے توجہ ہو۔ میں یہ کروں گا کہ مسئلہ زکوٰۃ پر ایک ٹریکٹ لکھوا کر شائع کر دوں گا۔ جس میں زکوٰۃ کے تمام احکام ہوں گے مگر آپ کا یہ کام ہے کہ زکوٰۃ کیلئے باقاعدہ رجسٹر کھول دیں اور نہایت احتیاط اور کوشش سے زکوٰۃ جمع کریں اور وہ زکوٰۃ باقاعدہ میرے پاس آنی چاہئے یہ ایک تجویز ہے۔

ترقی تعلیم

میں نے بتایا تھا کہ یُزَکِّیْھِمْ کے معنوں میں اُبھارنا اور بڑھانا بھی داخل ہے اور اس کے مفہوم میں قومی ترقی داخل ہے اور اس ترقی میں علمی ترقی بھی شامل اور اسی میں انگریزی مدرسہ، اشاعتِ اسلام وَغَیْرَھُمَا امور آ جاتے ہیں اس سلسلہ میں میرا

خیال ہے کہ ایک مدرسہ کافی نہیں ہے جو یہاں کھولا ہوا ہے اس مرکزی سکول کے علاوہ ضرورت ہے کہ مختلف مقامات پر مدرسے کھولے جائیں۔ زمیندار اس مدرسہ میں لڑکے کہاں بھیج سکتے ہیں۔ زمینداروں کی تعلیم بھی تو مجھ پر فرض ہے پس میری یہ رائے ہے کہ جہاں جہاں بڑی جماعت ہے وہاں سرِدست پرائمری سکول کھولے جائیں ایسے مدارس یہاں کے مرکزی سکول کے ماتحت ہونگے۔

ایسا ہونا چاہئے کہ جماعت کا کوئی فرد عورت ہو یا مرد باقی نہ رہے جو لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو۔ صحابہؓ نے تعلیم کیلئے بڑی بڑی کوششیں کی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض دفعہ جنگ کے قیدیوں کا فدیہ آزادی یہ مقرر فرمایا ہے کہ وہ مسلمان بچوں کو تعلیم دیں۔ میں جب دیکھتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا فضل لے کر آئے تھے تو جوشِ محبت سے روح بھر جاتی ہے آپ نے کوئی بات نہیں چھوڑی۔ ہر معاملہ میں ہماری راہنمائی کی ہے پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح نے بھی اسی نقشِ قدم پر چل کر ہر ایسے امر کی طرف توجہ دلائی ہے جو کسی بھی پہلو سے مفید ہوسکتا ہے۔

غرض عام تعلیم کی ترقی کیلئے سرِدست پرائمری سکول کھولے جائیں۔ ان تمام مدارس میں قرآن مجید پڑھایا جائے اور عملی دین سکھایا جائے نماز کی پابندی کرائی جائے مومن کسی معاملہ میں پیچھے نہیں رہتا۔ پس تعلیم عامہ کے معاملہ میں ہمیں جماعت کو پیچھے نہیں رکھنا چاہئے اگر اس مقصد کے ماتحت پرائمری سکول کھولے جائیں گے تو گورنمنٹ سے بھی مدد مل سکتی ہے۔

جماعت کی دُنیوی ترقی

تعلیم کے سوال کے ساتھ ہی یہ بھی قابلِ غور اَمر ہے کہ جماعت کی دُنیوی ترقی ہو۔ ان کو فقر اور سوال سے بچایا جائے اور واعظین تبلیغ اور تعلیمِ شرائع کیلئے جائیں۔ ان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ وہ جماعت کی مالی ترقی کا بھی خیال رکھیں اور یہاں رپورٹ کرتے رہیں کہ احمدی سُست تو نہیں۔ اگر کسی جگہ کوئی شخص سُست پایا جائے تو اس کو کاروبار کی طرف متوجہ کیا جائے۔ مختلف حرفتوں اور صنعتوں کی طرف اُنہیں متوجہ کیا جائے اس قسم کی باقاعدہ اطلاعیں جب ملتی رہیں گی تو جماعت کی اصلاح حال کی کوشش اور تدبیر ہوسکے گی۔

عملی ضرورت ہے

جب میں نے ان باتوں پر غور کیا تو میں نے دیکھا کہ یہ بہت بڑا میدان ہے میں نے غور کیا تو ڈر گیا کہ باتیں تو بہت کیں اگر عمل

میں سستی ہو تو پھر کیا ہوگا۔ اور دوسری طرف خیال آیا کہ اگر چستی ہو تو پھر اور قسم کی مشکلات ہیں۔ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی خلافت پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ چل پھر کر خوب واقفیت پیدا کر لیتے تھے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کا قصور تھا وہ جھوٹے ہیں حضرت عثمانؓ بہت بوڑھے تھے اور چل پھر کر وہ کام نہیں کر سکتے تھے جو حضرت عمرؓ کر لیتے تھے پھر میں نے خیال کیا کہ میرا اپنا تو کچھ بھی نہیں جس خدا نے یہ امور اصلاحِ جماعت کیلئے میرے دل میں ڈالے ہیں وہی مجھے توفیق بھی دے دے گا۔ مجھے دے گا تو میرے ساتھ والوں کو بھی دے گا۔

غرض دنیوی ترقی کیلئے مدارس قائم کئے جائیں اور واعظین اپنے دوروں میں اس امر کو خصوصیت سے مدنظر رکھیں کہ جماعتیں بڑھ رہی ہیں یا گھٹ رہی ہیں اور تعلیمی اور دنیوی حالت میں کیا ترقی ہو رہی ہے؟ عملی پابندیوں میں جماعت کی کیسی حالت ہے۔ باہم اخوت اور محبت کے لحاظ سے وہ کس قدر ترقی کر رہے ہیں ان میں باہم نزاعیں اور جھگڑے تو نہیں؟ یہ تمام امور ہیں جن پر واعظوں کو نظر رکھنی ہوگی اور اس کے متعلق مفصّل رپورٹیں میرے پاس آتی رہیں۔

کالج کی ضرورت

جب مختلف مقامات پر مدرسے کھولے جائیں گے تو اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ ہمارا اپنا ایک کالج ہو حضرت خلیفۃ المسیح کی بھی یہ خواہش تھی۔ کالج ہی کے دنوں میں کیرکٹر بنتا ہے۔ سکول لائف میں تو چال چلن کا ایک خاکہ کھینچا جاتا ہے اس پر دوبارہ سیاہی کالج لائف ہی میں ہوتی ہے پس ضرورت ہے کہ ہم اپنے نوجوانوں کی زندگیوں کو مفید اور مؤثر بنانے کیلئے اپنا ایک کالج بنائیں۔ پس تم اس بات کو مدنظر رکھو۔ میں بھی غور کر رہا ہوں۔ یہ خلیفہ کے کام ہیں جن کو میں نے مختصراً بیان کیا ہے ان کو کھول کر دیکھو اور ان کے مختلف حصوں پر غور کرو تو معلوم ہو جائے گا کہ انجمن کی کیا حقیقت ہے؟ اور خلیفہ کی کیا؟ میں یہ بڑے زور سے کہتا ہوں کہ نہ کوئی انجمن اس قسم کی ہے اور نہ ایسا دعویٰ کر سکتی ہے نہ ہو سکتی ہے نہ خدا نے کبھی کوئی انجمن بھیجی۔

انجمن اور خلیفہ کی بحث

بعض کہتے ہیں کہ خلیفہ نے انجمن کا حق غصب کر لیا پھر کہتے ہیں کہ یہ لوگ شیعہ ہیں۔ میں جب ان باتوں کو سنتا ہوں تو مجھے افسوس آتا ہے کہ ان لوگوں کو کیا ہو گیا۔ کہتے ہیں بیٹے کو خلافت کیوں مل گئی؟ میں حیران ہوں کہ کیا کسی ولی یا نبی کا بیٹا ہونا ایسا ناقابلِ عفو جُرم ہے کہ اس کو کوئی حصہ خدا کے فضل سے نہ ملے اور کوئی عہدہ وہ نہ پائے؟ اگر یہ درست ہے تو پھر نَعُوْذُ بِاللّٰہِ کسی ولی یا نبی کا بیٹا ہونا تو ایک لعنت

ہوئی برکت نہ ہوئی۔ پھر انبیاء علیہم السلام اولاد کی خواہش یونہی کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کی اولاد کی پیشگوئی نَعُوْذُ بِاللّٰہِ لغو کی اور خدا تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ السلام سے جو وعدے کئے وہ برکت کے دعوے نہ تھے۔ (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ) اور اگر یہ پیر پرستی ہے کہ کوئی بیٹا وارث ہو تو پھر اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ پیر کی اولاد کو ذلیل کیا جائے تا کہ پیر پرستی کا الزام نہ آئے پھر احترام اور عزت و تکریم کے دعاوی کس حد تک درست سمجھے جائیں۔

یہ شرم کرنے کا مقام ہے سوچو اور غور کرو۔ میں تمہیں کھول کر کہتا ہوں کہ میرے دل میں یہ خواہش نہ تھی اور کبھی نہ تھی۔ پھر اگر تم نے مجھے گندہ سمجھ کر میری بیعت کی ہے تو یاد رکھو کہ تم ضرور پیر پرست ہو لیکن اگر خدا تعالیٰ نے تمہیں پکڑ کر جھکا دیا ہے تو پھر کسی کو کیا؟

یہ کہنا کہ میں نے انجمن کا حق غصب کر لیا ہے بہت بڑا بول ہے کیا تم کو معلوم نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میں تیری ساری خواہشوں کو پورا کروں گا۔ اب ان لوگوں کے خیال کے موافق تو حضرت صاحب کا منشاء اور خواہش تو یہ تھی کہ انجمن ہی وارث ہے اور خلیفہ ان کے خیال میں بھی نہ تھا تو اب بتاؤ کہ کیا اس بات کے کہنے سے تم اپنے قول سے یہ ثابت نہیں کر رہے کہ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ خدا نے ان کے منشاء کو پورا نہ ہونے دیا۔

سوچ کر بتاؤ کہ شیعہ کون ہوئے؟ شیعہ بھی تو یہی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منشاء تھا کہ حضرت علیؓ خلیفہ ہوں آپ کے خیال و وہم میں بھی نہ تھا کہ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ خلیفہ ہوں۔ تو جیسے ان کے اعتقاد کے موافق مسئلہ خلافت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منشاء کو لوگوں نے بدل دیا اسی طرح یہاں بھی ہوا۔ افسوس۔ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی عزت اور عظمت تمہارے دلوں میں ہے کہ تم قرار دیتے ہو کہ وہ اپنے منشاء میں نَعُوْذُ بِاللّٰہِ ناکام رہے۔ خدا سے ڈرو اور توبہ کرو۔

پھر ایک تحریر لئے پھرتے ہیں اور اس کے فوٹو چھپوا کر شائع کئے جاتے ہیں یہ بھی وہی شیعہ والے قرطاس کے اعتراض کا نمونہ ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے قرطاس نہ لانے دیا۔ اگر قرطاس آ جاتا تو ضرور حضرت علیؓ کی خلافت کا فیصلہ کر جاتے یہ لوگ کہتے ہیں کہ افسوس قرطاس لکھ کر بھی دے گئے پھر بھی کوئی نہیں مانتا بتاؤ شیعہ کون ہوا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر وہ قرطاس ہوتا تو کیا بنتا۔ وہی کچھ ہونا تھا جو ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوایا اور شیعہ کو خلیفہ ثانی پر اعتراض کا موقع ملا۔ یہاں مسیح موعود علیہ السلام نے لکھ کر دیا اور اب اس کے ذریعہ اس کے

خلیفہ ثانی پر اعتراض کیا جاتا ہے۔

یاد رکھو کہ مسیح موعود علیہ السلام تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جس قدر اعتراض ہوتے ہیں اُن کو دور کرنے آئے تھے جیسے مثلاً اعتراض ہوتا تھا کہ اسلام تلوار کے ذریعہ پھیلایا گیا ہے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آ کر دکھا دیا کہ اسلام تلوار کے ذریعہ نہیں پھیلا بلکہ وہ اپنی روشن تعلیمات اور نشانات کے ذریعہ پھیلا ہے اسی طرح قرطاس کی حقیقت معلوم ہوگئی۔ سن لو! خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں قرطاس کی کیا حقیقت ہوتی ہے؟ اور میں یہ بھی تمہیں کھول کر سناتا ہوں کہ قرطاس منشاءِ الٰہی کے خلاف بھی نہیں ہوسکتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح فرمایا کرتے تھے کہ ایک شیعہ ہمارے استاد صاحب کے پاس آیا اور ایک حدیث کی کتاب کھول کران کے سامنے رکھ دی آپ نے پڑھ کر پوچھا کیا ہے؟ شیعہ نے کہا کہ منشاءِ رسالت پناہی حضرت علیؓ کی خلافت کے متعلق معلوم ہوتا ہے فرماتے تھے میرے اُستاد صاحب نے نہایت متانت سے جواب دیا ہاں منشاءِ رسالت پناہی تو تھا مگر منشاءِ الٰہی اس کے خلاف تھا اس لئے وہ منشاء پورا نہ ہوسکا۔ میں اس قرطاس کے متعلق پھر کہتا ہوں کہ اگر کوئی کہے تو یہ جواب دوں گا کہ حقیقۃ الوحی میں ایک جانشین کا وعدہ کیا ہے اور یہ بھی فرمایا خَلِیْفَةٌ مِّنْ خُلَفَائِہٖ پس غصب کی پُکار بالکل بیہودہ اور عبث ہے۔ حضرت صاحب کو الہام ہوا تھا۔

سپردم بتو مایۂ خویش را تو دانی حساب کم و بیش را

ایک شریف آدمی بھی امانت میں خیانت نہیں کرتا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تو اللہ تعالیٰ نے خود یہ دعا کرائی۔ پھر کیا تم سمجھتے ہو کہ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ خدا تعالیٰ نے خیانت کی؟ توبہ کرو توبہ کرو۔

حضرت مسیح موعود کا اتنا توکّل کہ وفات کے قریب یہ الہام ہوتا ہے پھر خدا نے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ یہ عجیب کام کیا کہ امانت غیر حقدار کو دے دی۔ خدا تعالیٰ نے خلیفہ مقرر کر کے دکھا دیا کہ ''سپردم بہ تو مایۂ خویش را'' کے الہام کے موافق کیا ضروری تھا؟ پھر میں پوچھتا ہوں کہ کیا خدا (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ) گمراہ ہی کرواتا ہے؟ ہرگز نہیں خدا تعالیٰ تو اپنے مرسلوں اور خلفاء کو اس لئے بھیجتا ہے کہ وہ دنیا کو پاک کریں اس لئے انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَامُ کی جماعت ضلالت پر قائم نہیں ہوتی۔ اگر مسیح موعود علیہ السلام نے ایسی گندی جماعت پیدا کی جو ضلالت پر اکٹھی ہوگئی تو پھر نَعُوْذُ بِاللّٰہِ اپنے منہ سے ان کو جھوٹا قرار دو گے! تقویٰ کرو۔

لیکن اگر مسیح موعود علیہ السلام خدا کی طرف سے تھے اور ضرور تھے پھر یاد رکھو کہ یہ جماعت ضلالت پر اکٹھی نہیں ہو سکتی۔ قرآن شریف کو کوئی مسیح نہیں توڑ سکتا۔ میرا یقین ہے کہ کوئی ایسا مسیح نہیں آ سکتا جو آئے گا قرآن کا خادم ہو کر آئے گا اس پر حاکم ہو کر نہیں یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عقیدہ تھا یہی شرح ہے آپ کے اس قول کی ''وہ ہے میں چیز کیا ہوں''۔

یہ تو دشمن پر حُجّت ہے مسیح موعود علیہ السلام قرآن کریم کی حقانیت ثابت کرنے کو آیا تھا۔ اسے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ باطل کرنے نہیں آیا تھا اس نے اپنے کام سے دکھا دیا کہ وہ قرآن مجید کا غلبہ ثابت کرنے کیلئے آیا تھا۔

قرآن مجید میں فرمایا ہے فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا انْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِى الْاَمْرِ۔ (اٰل عمران: ۱۶۰)

طریقِ حکومت کیا ہونا چاہئے؟

پھر کہتے ہیں کہ خلیفہ کا طریقِ حکومت کیا ہو؟ خدا تعالیٰ نے اس کا فیصلہ کر دیا ہے تمہیں ضرورت نہیں کہ تم خلیفہ کے لئے قواعد اور شرائط تجویز کرو یا اس کے فرائض بتاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں اس کے اغراض و مقاصد بتائے ہیں قرآن مجید میں اس کے کام کرنے کا طریق بھی بتا دیا ہے وَشَاوِرْهُمْ فِى الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ایک مجلس شوریٰ قائم کرو ان سے مشورہ لے کر غور کرو۔ پھر دعا کرو جس پر اللہ تعالیٰ تمہیں قائم کر دے اس پر قائم ہو جاؤ۔ خواہ وہ اس مجلس کے مشورہ کے خلاف بھی ہو تو خدا تعالیٰ مدد کرے گا۔ خدا تعالیٰ تو کہتا ہے جب عزم کر لو تو اللہ پر توکل کرو۔ گویا ڈرو نہیں۔ اللہ تعالیٰ خود تمہاری تائید اور نصرت کرے گا اور یہ لوگ چاہتے ہیں کہ خواہ خلیفہ کا منشاء کچھ ہو اور خدا تعالیٰ اسے کسی بات پر قائم کرے مگر وہ چند آدمیوں کی رائے کے خلاف نہ کرے۔ حضرت صاحب نے جو مصلح موعود کے متعلق فرمایا ہے ''وہ ہوگا ایک دن محبوب میرا'' اس کا بھی یہی مطلب ہے کیونکہ خدا تعالیٰ متوکلین کو محبوب رکھتا ہے جو ڈرتا ہے وہ خلیفہ نہیں ہو سکتا اسے تو گویا حکومت کی خواہش ہے کہ ایسا نہ ہو میں کسی آدمی کے خلاف کروں تو وہ ناراض ہو جائے ایسا شخص تو مشرک ہوتا ہے اور یہ ایک لعنت ہے۔ خلیفے خدا مقرر کرتا ہے اور آپ ان کے خوفوں کو دور کرتا ہے جو شخص دوسروں کی مرضی کے موافق ہر وقت ایک نوکر کی طرح کام کرتا ہے اُس کو خوف کیا؟ اور اس میں موحّد ہونے کی کونسی بات ہے۔ حالانکہ خلفاء کے لئے تو یہ ضروری

ہے کہ خدا انہیں بناتا ہے اور ان کے خوف کو امن سے بدل دیتا ہے اور وہ خدا ہی کی عبادت کرتے ہیں اور شرک نہیں کرتے۔

اگر نبی کو ایک شخص بھی نہ مانے تو اس کی نبوت میں فرق نہیں آتا وہ نبی ہی رہتا ہے یہی حال خلیفہ کا ہے اگر اس کو سب چھوڑ دیں پھر بھی وہ خلیفہ ہی ہوتا ہے کیونکہ جو حکم اصل کا ہے وہی فرع کا ہے خوب یاد رکھو کہ اگر کوئی شخص محض حکومت کے لئے خلیفہ بنا ہے تو جھوٹا ہے اور اگر اصلاح کے لئے خدا کی طرف سے کام کرتا ہے تو وہ خدا کا محبوب ہے خواہ ساری دنیا اس کی دشمن ہو۔ اس آیتِ مشورہ میں کیا لطیف حکم ہے۔

اس مشورہ کا کیا فائدہ جس پر عمل نہیں کرنا

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر مشورہ لے کر اس پر عمل کرنا ضروری نہیں تو اس مشورہ کا کیا فائدہ ہے وہ تو ایک لغو کام بن جاتا ہے اور انبیاء اور اولیاء کی شان کے خلاف ہے کہ کوئی لغو کام کریں اس کا جواب یہ ہے کہ مشورہ لغو نہیں بلکہ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص ایک بات سوچتا ہے دوسرے کو اس سے بہتر سوجھ جاتی ہے پس مشورہ سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ مختلف لوگوں کے خیالات سن کر بہتر رائے قائم کرنے کا انسان کو موقع ملتا ہے جب ایک آدمی چند آدمیوں سے رائے پوچھتا ہے تو بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ان میں سے کوئی ایسی تدبیر بتا دیتا ہے جو اسے نہیں معلوم تھی۔ جیسا کہ عام طور پر لوگ اپنے دوستوں سے مشورہ کرتے ہیں کیا پھر اسے ضرور مان بھی لیا کرتے ہیں پھر اگر مانتے نہیں تو کیوں پوچھتے ہیں؟ اس لئے کہ شاید کوئی بہتر بات معلوم ہو پس مشورہ سے یہ غرض نہیں ہوتی کہ اس پر ضرور کاربند ہوں بلکہ یہ غرض ہوتی ہے کہ ممکن ہے کہ بہت سے لوگوں کے خیالات سن کر کوئی اور مفید بات معلوم ہو سکے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ فَاِذَاعَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ میں مشورہ لینے والا مخاطب ہے اگر فیصلہ مجلس شوریٰ کا ہوتا تو یوں حکم ہوتا کہ فَاِذَاعَزَمْتُمْ فَتَوَکَّلُوْا عَلَی اللّٰہِ اگر تم سب لوگ ایک بات پر قائم ہو جاؤ تو اللہ پر توکّل کر کے کام شروع کر دو۔ مگر یہاں صرف اس مشورہ کرنے والے کو کہا کہ تُو جس بات پر قائم ہو جائے اسے تَوَکُّلاً عَلَی اللّٰہِ شروع کر دے۔ دوسرے یہاں کسی کثرت رائے کا ذکر ہی نہیں بلکہ یہ کہا ہے کہ لوگوں سے مشورہ لے یہ نہیں کہا کہ ان کی کثرت دیکھ اور جس پر کثرت ہو اس کی مان لے یہ تو لوگ اپنی طرف سے ملا لیتے ہیں قرآن کریم میں کہیں نہیں کہ پھر ووٹ لئے جائیں اور جس طرف کثرت ہو اُس رائے کے مطابق عمل کرے بلکہ یوں فرمایا ہے کہ لوگوں سے

پوچھ۔ مختلف مشوروں کو سن کر جس بات کا تُو قصد کرے (عَزَمْتَ کے معنی ہیں جس بات کا تُو پختہ ارادہ کرے) اس پر عمل کر اور کسی سے نہ ڈر بلکہ خدا تعالیٰ پر توکل کر۔

عجیب نکتہ شَاوِرْهُمْ کے لفظ پر غور کرو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مشورہ لینے والا ایک ہے دو بھی نہیں اور جن سے مشورہ لینا ہے وہ بہر حال تین یا تین سے زیادہ ہوں۔ پھر وہ اس مشورہ پر غور کرے پھر حکم ہے فَاِذَاعَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ جس بات پر عزم کرے اس کو پورا کرے اور کسی کی پرواہ نہ کرے۔

حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں اس عزم کی خوب نظیر ملتی ہے۔ جب لوگ مرتد ہونے لگے تو مشورہ دیا گیا کہ آپ اس لشکر کو روک لیں جو اسامہؓ کے زیرِ کمانڈ جانے والا تھا مگر انہوں نے جواب دیا کہ جو لشکر آنحضرت ﷺ نے بھیجا ہے میں اسے واپس نہیں کرسکتا۔ ابوقحافہ کے بیٹے کی طاقت نہیں کہ ایسا کرسکے۔ پھر بعض کو رکھ بھی لیا چنانچہ حضرت عمرؓ بھی اسی لشکر میں جا رہے تھے ان کو روک لیا گیا۔

میں یہ ایک مصلحت سے کہتا ہوں

پھر زکوٰۃ کے متعلق کہا گیا کہ مرتد ہونے سے بچانے کے لئے ان کو معاف کر دو۔ انہوں نے جواب دیا کہ اگر یہ رسول اللہ ﷺ کو اونٹ باندھنے کی ایک رسّی بھی دیتے تھے تو وہ بھی لوں گا۔ اور اگر تم سب مجھے چھوڑ کر چلے جاؤ اور مرتدین کے ساتھ جنگل کے درندے بھی مل جائیں تو میں اکیلا ان سب کے ساتھ جنگ کروں گا۔ یہ عزم کا نمونہ ہے پھر کیا ہوا تم جانتے ہو؟ خدا تعالیٰ نے فتوحات کا ایک دروازہ کھول دیا۔ یاد رکھو جب خدا سے انسان ڈرتا ہے تو پھر مخلوق کا رُعب اس کے دل پر اثر نہیں کرسکتا۔

شرک کا مسئلہ کیسے سمجھا دیا مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے شرک کا مسئلہ خوب سمجھا دیا ہے۔ ایک رؤیا کے ذریعہ اس کو حل کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ میں مقبرہ بہشتی میں گیا ہوں۔ واپس آتے وقت ایک بڑا سمندر دیکھا جو پہلے نہ تھا اس میں ایک کشتی تھی اس میں بیٹھ گیا دو آدمی اور ہیں ایک جگہ پہنچ کر کشتی چکر کھانے لگی۔ اس سمندر میں سے ایک سر نمودار ہوا، اس نے کہا کہ یہاں ایک پیر صاحب کی قبر ہے تم ان کے نام ایک رُقعہ لکھ کر ڈال دو تا کہ یہ کشتی صحیح سلامت پار نکل جائے۔ میں نے کہا کہ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ وہ آدمی

جو ساتھ ہیں ان میں سے کسی نے کہا کہ جانے دو کیا حرج ہے رُقعہ لکھ کر ڈال دو۔ جب بچ جائیں گے تو پھر توبہ کر لیں گے میں نے کہا ہرگز نہیں ہو گا۔ اس پر اس نے چھپ کر خود رُقعہ لکھ کر ڈالنا چاہا میں نے دیکھ لیا تو پکڑ کر پھاڑنا چاہا۔ وہ چُھپاتا تھا آخر اس کشمکش میں ہم سمندر میں گر پڑے مگر میں نے وہ رُقعہ لے کر پھاڑ ڈالا اور پھر کشتی میں بیٹھ گیا۔ تو میں نے دیکھا کہ وہ کشتی اس بھنور سے نکل گئی۔ اس کھلی کھلی ہدایت کے بعد میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ اس کی مخلوق سے ڈروں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ یہ کشتی جس میں مَیں اب سوار ہوں اس بھنور سے نکل جائے اور مجھے یقین ہے کہ ضرور نکل جائے گی۔

چھوٹی عمر ہے

منکرینِ خلافت یہ بھی کہتے ہیں کہ عمر چھوٹی ہے؟ اس پر مجھے ایک تاریخی واقعہ یاد آ گیا۔ کوفہ والے بڑی شرارت کرتے تھے جس گورنر کو وہاں بھیجا جاتا وہ چند روز کے بعد اس کی شکائتیں کر کے اس کو واپس کر دیتے۔ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے جب تک حکومت میں فرق نہ آئے ان کی مانتے جاؤ۔ آخر جب ان کی شرارتیں حد سے گزرنے لگیں تو حضرت عمرؓ نے ایک گورنر جن کا نام غالباً ابن ابی لیلیٰ تھا اور جن کی عمر ۱۹ برس کی تھی کوفہ میں بھیجا جس وقت یہ وہاں پہنچے تو وہ لوگ لگے چہ میگوئیاں کرنے کہ عمرؓ کی عقل (نَعُوْذُ بِاللّٰهِ) ماری گئی جو ایک لڑکے کو گورنر کر دیا۔ اور انہوں نے تجویز کی کہ ”گربہ کُشتن روزِ اوّل“ پہلے ہی دن اس گورنر کو ڈانٹنا چاہئے اور انہوں نے مشورہ کر کے یہ تجویز کی کہ پہلے ہی دن اس سے اس کی عمر پوچھی جائے۔ جب دربار ہوا تو ایک شخص بڑی متین شکل بنا کر آگے بڑھا اور بڑھ کر کہا کہ حضرت آپ کی عمر کیا ہے! ابن ابی لیلیٰ نے نہایت سنجیدگی سے جواب دیا کہ آنحضرت ﷺ نے جب صحابہ کے لشکر پر اسامہؓ کو افسر بنا کر شام کی طرف بھیجا تھا تو جو اس وقت ان کی عمر تھی اس سے مَیں دو سال بڑا ہوں (اُسامہ کی عمر اس وقت سترہ سال کی تھی اور بڑے بڑے صحابہؓ ان کے ماتحت کئے گئے تھے) کوفہ والوں نے جب یہ جواب سنا تو خاموش ہو گئے اور کہا کہ اس کے زمانے میں شور نہ کرنا۔ اس سے یہ بھی حل ہو جاتا ہے کہ چھوٹی عمر والے کی بھی اطاعت ہی کریں جب وہ امیر ہو۔ حضرت عمرؓ جیسے انسان کو سترہ سال کے نوجوان اسامہؓ کے ماتحت کر دیا گیا تھا۔ میں بھی اسی رنگ میں جواب دیتا ہوں کہ میری عمر تو ابن ابی لیلیٰ سے بھی سات برس زیادہ ہے۔

ایک اور اعتراض کا جواب

ایک اور اعتراض کرتے ہیں مگر خدا تعالیٰ نے اس کا جواب بھی تیرہ سَو سال سے پہلے ہی دے دیا کہتے

ہیں شَاوِرْھُمْ فِی الْاَمْرِ تو آنحضرت ﷺ کو حکم ہے خلافت کہاں سے نکل آئی لیکن یہ لوگ یاد رکھیں کہ حضرت ابوبکرؓ پر جب زکوٰۃ کے متعلق اعتراض ہوا تو وہ بھی اسی رنگ کا تھا کہ خُذْمِنْ اَمْوَالِھِمْ صَدَقَةً[۵] تو نبی کریم ﷺ کو حکم ہے اب وہ رہے نہیں اور کسی کا حق نہیں کہ وہ زکوٰۃ وصول کرے جسے لینے کا حکم تھا وہ فوت ہو گیا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے یہی جواب دیا کہ اب میں مخاطب ہوں اسی کا ہم آہنگ ہو کر اپنے معترض کو کہتا ہوں کہ اب میں مخاطب ہوں۔ اگر اُس وقت یہ جواب سچا تھا اور ضرور سچا تھا تو یہ بھی درست ہے جو میں کہتا ہوں۔ اگر تمہارا اعتراض درست ہو تو اِس پر قرآن مجید سے بہت سے احکام تم کو نکال دینے پڑیں گے اور یہ کھلی کھلی ضلالت ہے۔

ایک عجیب بات

میں تمہیں ایک اور عجیب بات سناتا ہوں جس سے تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ خدا تعالیٰ کے کاموں میں تفاوت نہیں ہوتا۔ اشتہار سبز میں میرے متعلق خدا کے حکم سے حضرت مسیح موعودؑ نے بشارت دی خدا کی وحی سے میرا نام اولوالعزم رکھا اور اس آیت میں فرمایا فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مجھے اس آیت پر عمل کرنا پڑے گا پھر میں اس کو کیسے ردّ کر سکتا ہوں۔

کیا خدمت کی ہے؟

پھر ایک سوال یہ ہوتا ہے کہ اس نے کیا خدمت کی ہے؟ اس سوال کا حل تو اسامہؓ والی بات ہی میں موجود ہے۔ اسامہؓ کی خدمات کس قدر تھیں کہ وہ بڑے بڑے صحابہ پر افسر مقرر کر دیا گیا۔ خلافت تو خدا تعالیٰ کے فضل سے ملتی ہے وہ جسے چاہتا ہے دے دیتا ہے ہاں اس کا یہ فعل نَعُوْذُ بِاللّٰهِ لغو نہیں ہوتا۔ پھر خالد بن ولیدؓ، ابوعبیدہؓ، عمرو بن العاصؓ، سعد بن الوقاصؓ انہوں نے جو خدمات کیں ان کے مقابلہ میں حضرت عمرؓ کیا خدمات پیش کر سکتے ہیں مگر خلیفہ تو حضرت عمرؓ ہوئے وہ نہ ہوئے خدا تعالیٰ سے بہتر اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

آیت استخلاف

میں نے آیت استخلاف پر غور کیا ہے اور مجھے بہت ہی لطیف معنی آیت استخلاف کے سمجھائے گئے ہیں جن پر غور کرنے سے بڑا مزا آیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ

[۵] (التوبۃ:۱۰۳)

ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور:۵۶)۔

یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا کے ایک معنی تو میں اپنے اس ٹریکٹ میں لکھ چکا ہوں جو ''کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے'' کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ ایک دوسرے معنی بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے سمجھائے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ اس آیت میں اوّل تو خدا تعالیٰ کے وعدہ کا ذکر کیا گیا ہے کہ وَعَدَ اللّٰهُ پھر خلافت دینے کے وعدے کو لام تاکید اور نون تاکید سے مؤکّد کیا۔ اور بتایا کہ خدا ایسا کرے گا اور ضرور کرے گا۔ پھر بتایا کہ خدا ضرور ضرور ان خلفاء کو تمکین عطا کرے گا۔ اور پھر فرمایا کہ خدا ضرور ضرور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔ غرض کہ تین بار لامِ تاکید اور نونِ تاکید لگا کر اس بات پر زور دیا ہے کہ ایسا خدا ہی کرے گا کسی کا اس میں دخل نہ ہوگا۔ اس کی غرض بتائی کہ ایسا کیوں ہوگا؟ اس لئے کہ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا اس کے نتیجہ میں وہ میری ہی عبادت کریں گے کسی کو میرا شریک نہ قرار دیں گے یعنی اگر انسانی کوشش سے خلیفہ بنے تو خلیفہ کو گروہ سے دبتے رہنا پڑے کہ ان لوگوں نے مجھ پر احسان کیا ہے۔ پس ہم سب کچھ خود ہی کریں گے تا شرک خلفاء کے قریب بھی نہ پھٹک سکے۔ اور جب خلیفہ اُس وقت اور قدرت کو دیکھے گا جس کے ذریعہ خدا نے اسے قائم کیا ہے تو اسے وہم بھی نہیں ہو سکتا کہ اس میں کسی دوسرے کا بھی ہاتھ ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا یہ معنی خدا تعالیٰ نے بتائے ہیں۔ پس خلیفہ خدا مقرر کرتا ہے اور کوئی نہیں جو اس کو مٹا سکے۔

بعض کہتے ہیں کہ اگر خلیفے نہ ہوں تو کیا مسلمانوں کی نجات نہ ہوگی؟ جب خلافت نہ رہی تو اس وقت کے مسلمانوں کا پھر کیا حل ہوگا؟ یہ ایک دھوکا ہے دیکھو قرآن مجید میں وضو کے لئے ہاتھ دھونا ضروری ہے لیکن اگر کسی کا ہاتھ کٹ جائے تو اس کا وضو بغیر ہاتھ دھوئے کے ہو جائے گا۔ اب اگر کوئی شخص کسی ایسے ہاتھ کٹے آدمی کو پیش کر کے کہے کہ دیکھو اس کا وضو ہو جاتا ہے یا نہیں؟ جب یہ کہیں کہ ہاں ہو جاتا ہے تو وہ کہے کہ بس اب میں بھی ہاتھ نہ دھوؤں گا تو کیا وہ راستی پر ہو گا؟ ہم کہیں گے کہ اس کا ہاتھ کٹ گیا مگر تیرا تو موجود ہے۔ پس یہی جواب ان معترضین کا ہے ہم انہیں کہتے ہیں کہ ایک زمانہ میں جابر بادشاہوں نے تلوار کے زور سے خلافت راشدہ کو قائم نہ ہونے دیا کیونکہ ہر کام ایک مدت کے بعد مٹ جاتا ہے پس جب خلافت تلوار کے زور سے مٹا دی گئی تو اب کسی کو گناہ نہیں کہ وہ بیعتِ خلیفہ کیوں نہیں کرتا۔ مگر اس وقت وہ کونسی تلوار ہے جو ہم کو قیامِ خلافت سے روکتی ہے۔ اب بھی اگر کوئی حکومت زبردستی خلافت کے سلسلہ کو روک دے تو یہ

الٰہی فعل ہوگا اور لوگوں کو رُکنا پڑے گا۔ لیکن جب تک خلافت میں کوئی روک نہیں آتی اس وقت تک کون خلافت کو روک سکتا ہے اور اُس وقت تک کہ خلیفہ ہوسکتا ہو جب کوئی خلافت کا انکار کرے گا وہ اسی حکم کے ماتحت آئے گا جو ابوبکرؓ عمرؓ عثمان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ کے منکرین کا ہے۔ ہاں جب خلافت ہو ہی نہیں تو اس کے ذمہ دار تم نہیں۔ سارق کی سزا قرآن مجید میں ہاتھ کاٹنا ہے۔ اب اگر اسلامی سلطنت نہیں اور چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا تو یہ کوئی قصور نہیں۔ غیر اسلامی سلطنت اس حکم کی پابند نہیں۔

موجودہ انتظام میں دقّتیں

اب یہ دیکھنا ہے کہ موجودہ انتظام میں کیا دقّتیں پیش آ رہی ہیں انجمن کے بعض ممبر جنہوں نے بیعت نہیں کی وہ اپنی ہی مجموعی رائے کو انجمن قرار دے کر کہتے ہیں کہ انجمن جانشین ہے۔ دوسری طرف ایک شخص کہتا ہے کہ مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے اور واقعات نے اس کی تائید بھی کی کہ جماعت کے ایک کثیر حصہ کو اس کے سامنے جُھکا دیا۔ اب اگر دو عملی رہے تو تفرقہ بڑھے گا ایک میان میں دو تلواریں سما نہیں سکتیں۔

پس تم غور کرو اور مجھے مشورہ دو کہ کیا کرنا چاہئے میری غرض اس مشورہ سے شَاوِرْھُمْ پر عمل کرنا ہے۔ ورنہ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ میرے سامنے ہے میں تو یقین رکھتا ہوں کہ اگر کوئی میرا ساتھ نہ دے تو خدا میرے ساتھ ہے۔

میں پھر ایک دفعہ اس سوال کا جواب دیتا ہوں کہ اگر کوئی بات ماننی ہی نہیں تو مشورہ کا کیا فائدہ؟ یہ بہت چھوٹی سی بات ہے ایک دماغ سوچتا ہے تو اس میں محدود باتیں آتی ہیں اگر دو ہزار آدمی قرآن مجید کی آیات پر غور کر کے ایک مجلس میں معنی بیان کریں تو بعض غلط بھی ہوں گے مگر اس میں بھی تو کوئی شبہ نہیں کہ اکثر درست بھی ہوں گے پس درست لے لئے جائیں گے اور غلط چھوڑ دیئے جائیں گے۔ اسی طرح ایسے مشوروں میں جو امور صحیح ہوں وہ لے لئے جائیں گے ایک آدمی اتنی تجاویز نہیں سوچ سکتا۔ ایک وقت میں بہت سے آدمی ایک امر پر سوچیں گے تو اِنْشَاءَ اللّٰہُ کوئی مفید راہ نکل آئے گی۔

پھر مشورہ سے یہ بھی غرض ہے کہ تمہاری دماغی طاقتیں ضائع نہ ہوں بلکہ قومی کاموں میں مل کر غور کرنے اور سوچنے اور کام کرنے کی طاقت تم میں پیدا ہو۔ پھر ایک اور بات ہے کہ اس قسم کے مشوروں سے آئندہ لوگ خلافت کے لئے تیار ہوتے رہتے ہیں۔ اگر خلیفہ لوگوں سے مشورہ

ہی نہ لے تو نتیجہ یہ نکلے کہ قوم میں کوئی دانا انسان ہی نہ رہے اور دوسرا خلیفہ احمق ہی ہو کیونکہ اسے کبھی کام کرنے کا موقع نہیں دیا گیا ہماری پچھلی حکومتوں میں یہی نقص تھا۔ شاہی خاندان کے لوگوں کو مشورہ میں شامل نہ کیا جاتا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ ان کے دماغ مشکلات حل کرنے کے عادی نہ ہوتے تھے اور حکومت رفتہ رفتہ تباہ ہو جاتی تھی پس مشورہ لینے سے یہ بھی غرض ہے کہ قابل دماغوں کی رفتہ رفتہ تربیت ہو سکے تاکہ ایک وقت وہ کام سنبھال سکیں جب لوگوں سے مشورہ لیا جاتا ہے تو لوگوں کو سوچنے کا موقع ملتا ہے اور اس سے ان کی استعدادوں میں ترقی ہوتی ہے۔ ایسے مشورہ میں یہ بھی فائدہ ہوتا ہے کہ ہر شخص کو اپنی رائے کے چھوڑنے میں آسانی ہوتی ہے اور طبیعتوں میں ضد اور ہٹ نہیں پیدا ہوتی۔

اِس وقت جو دقتیں ہیں وہ اس قسم کی ہیں کہ باہر سے خطوط آتے ہیں کہ واعظ بھیج دو۔ اب جو انجمن کے ملازم ہیں انہیں کون بھیجے؟ انجمن تو خلیفہ کے ماتحت ہے نہیں۔ حضرت خلیفہ اوّل ملازمین کو بھیج دیتے اور وہ آن ڈیوٹی سمجھے جاتے تھے ہمارے ہاں کام کرنے والے آدمی تھوڑے ہیں اس لئے یہ دقتیں پیش آتی ہیں۔ یا ایک شخص آتا ہے کہ مجھے فلاں ضرورت ہے مجھے کچھ دو۔ پچھلے دنوں مونگھیر والوں نے لکھا کہ یہاں مسجد کا جھگڑا ہے اور جماعت کمزور ہے مدد کرو۔ حضرت صاحب کو میں نے دیکھا ہے کہ مسجدوں کے معاملات میں بڑی احتیاط کرتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح بھی بڑی کوشش کرتے۔ کپورتھلہ کی مسجد کا مقدمہ تھا حضرت صاحب نے فرمایا کہ اگر میں سچا ہوں تو یہ مسجد ضرور ملے گی۔ غرض مسجد کے معاملہ میں بڑی احتیاط فرماتے اب ایسے موقع پر میں تو پسند نہیں کر سکتا تھا کہ ان کی مدد نہ کی جائے اس لئے مجھے روپیہ بھیجنا ہی پڑا۔ یا مثلاً کوئی اور فتنہ ہو اور کوئی ماننے والا نہ ہو تو کیا ہو۔ اس قسم کی دقتیں اس اختلاف کی وجہ سے پیش آ رہی ہیں اور پیش آئیں گی۔ اللہ تعالیٰ پر میری امیدیں بہت بڑی ہیں میں یقین رکھتا ہوں کہ معجزانہ طور پر کوئی طاقت دکھائے گا لیکن یہ عالمِ اسباب ہے اس لئے مجھ کو اسباب سے کام لینا چاہئے۔

میں جو کچھ کروں گا خدا تعالیٰ کے خوف سے کروں گا۔ اس بات کی مجھے پرواہ نہ ہوگی کہ زید یا بکر اس کی بابت کیا کہتا ہے پس میں پھر کہتا ہوں کہ اگر میں خدا سے ڈر کر کرتا ہوں، اگر میرے دل میں ایمان ہے کہ خدا ہے تو پھر میں نیک نیتی سے کر رہا ہوں جو کچھ کرتا ہوں اور کروں گا اور اگر میں نَعُوْذُ بِاللّٰہِ خدا سے نہیں ڈرتا تو پھر تم کون ہو کہ تم سے ڈروں پس میں تم سے مشورہ پوچھتا ہوں کہ کیا تجویز ہو سکتی ہے کہ ان دقتوں کو رفع کیا جائے؟

لوگ کہتے ہیں کہ کبھی خلیفہ نے انجمن کو کوئی حکم نہیں دیا مگر میں سیکرٹری کے دفتر پر کھڑا ہوں بہت ہی کم کوئی ایجنڈا نکلا ہوگا جس میں بحکم خلیفۃ المسیح نہ لکھا ہو۔ یہ واقعات کثرت سے موجود ہیں اور انجمن کی روئدادیں اور رجسٹر اس شہادت میں موجود ہیں (اس مقام پر منشی محمد نصیب صاحب ہیڈ کلرک دفتر سیکرٹری کھڑے ہوئے اور انہوں نے بآوازِ بلند کہا ہے کہ:

میں شہادت دیتا ہوں یہ بالکل درست ہے

اس قسم کے اعتراض تو فضول ہیں جو واقعات کے خلاف ہیں۔ غرض اس وقت کچھ دقتیں پیش آئی ہیں اور آئندہ اور ضرورتیں پیش آئیں گی اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ احباب غور کریں میں نے اس موجودہ اختلاف کے متعلق کچھ تجاویز سوچی ہیں ان پر غور کیا جائے اور مجھے اطلاع دی جائے میری غیر حاضری میں آپ لوگ ان پر غور کریں تا کہ ہر شخص آزادی سے رائے دے سکے۔

اوّل۔ خلیفہ اور انجمن کے جھگڑے نپٹانے کی بہتر صورت کیا ہے۔ انجمن سے یہ مراد ہے۔ انجمن کے وہ ممبر جنہوں نے بیعت نہیں کی وہ اپنے آپ کو انجمن کہتے ہیں اس لئے میں نے انجمن کہا ہے صرف مبائعین رائے دیں۔

دوم۔ جن لوگوں نے میری بیعت کر لی ہے میں انہیں تاکید کرتا ہوں کہ وہ ہر قسم کا چندہ میری معرفت دیں۔ یہ تجویز میں ایک رؤیا کی بناء پر کرتا ہوں جو ۸ مارچ ۱۹۰۷ء کی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے ان کی اپنی کاپی الہامات میں درج ہے اس کے آگے پیچھے حضرت صاحب کے اپنے الہامات درج ہیں اور اب بھی وہ کاپی موجود ہے یہ ایک لمبی خواب ہے اس میں مَیں نے دیکھا کہ ''ایک پارسل میرے نام آیا ہے محمد چراغ کی طرف سے آیا ہے اس پر لکھا ہے محمود احمد، پرمیشر اس کا بھلا کرے۔ خیر اس کو کھولا تو وہ روپوں کا بھرا ہوا صندوقچہ ہو گیا کہنے والا کہتا ہے کہ کچھ تم خود رکھ لو کچھ حضرت صاحب کو دے دو کچھ صدر انجمن احمدیہ کو دے دو'' پھر حضرت صاحب کہتے ہیں کہ محمود کہتا ہے کہ ''کشفی رنگ میں آپ مجھے دکھائے گئے اور چراغ کے معنی سورج سمجھائے گئے اور محمد چراغ کا یہ مطلب ہوا کہ محمدؐ جو کہ سورج ہے اُس کی طرف سے آیا ہے۔''

غرض یہ ایک سات سال کی رؤیا ہے حضرت صاحب کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے جس

سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی وقت صدر انجمن احمدیہ کو روپیہ میری معرفت ملے گا ہمیں جو کچھ ملتا ہے آنحضرت ﷺ کے طفیل ہی ملتا ہے۔ پس جو روپیہ آتا ہے وہ محمد ﷺ ہی بھیجتے ہیں۔ حضرت صاحب کو دینے سے یہ مراد معلوم ہوتی ہے کہ اشاعتِ سلسلہ میں خرچ کیا جائے۔ قرآن شریف کی ایسی آیات کے صحابہؓ نے یہی معنی کئے ہیں۔ یہ ایک سچی خواب ہے ورنہ کیا چھ سال پہلے میں نے ان واقعات کو اپنی طرف سے بنالیا تھا اور خدا تعالیٰ نے اسے پورا بھی کر دیا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ۔

پس ہر قسم کے چندے ان لوگوں کو جو میرے مبائعین ہیں میرے پاس بھیجنے چاہئیں۔

سوم۔ جب تک انجمن کا قطعی طور پر فیصلہ نہ ہو اشاعتِ اسلام اور زکوٰۃ کا روپیہ میرے ہی پاس آنا چاہئے۔ جو واعظین کے اخراجات اور بعض دوسری وقتی ضرورتوں کے لئے خرچ ہوگا۔ جو اشاعتِ اسلام سے تعلق رکھتی ہیں یا مصارفِ زکوٰۃ سے متعلق ہیں۔

چہارم۔ مجلس شوریٰ کی ایسی حالت ہو کہ ساری جماعت کا اس میں مشورہ ہو۔ آنحضرت ﷺ اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں ایسا ہی ہوتا تھا کیا وجہ ہے کہ روپیہ تو قوم سے لیا جائے اور اس کے خرچ کرنے کے متعلق قوم سے پوچھا بھی نہ جائے۔ یہ ہوسکتا ہے کہ بعض معاملات میں تخصیص ہو۔ وَاِلَّا ساری جماعت سے مشورہ ہونا چاہئے۔ سوچنا یہ ہے کہ اس مشورہ کی کیا تدبیر ہو۔

پنجم۔ فی الحال اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ انجمن میں دو ممبر زائد ہوں کیونکہ بعض اوقات ایسی دقتیں پیدا ہو جاتی ہیں کہ ان کا تصفیہ نہیں ہوتا۔ اور اب اختلاف کی وجہ سے ایسی دقتوں کا پیدا ہونا اور بھی قرینِ قیاس ہے علاوہ ازیں مجھے بھی جانا پڑتا ہے اور وہاں دقتیں پیدا ہو جاتی ہیں اس لئے دو بلکہ تین ممبر اور ہونے چاہئیں اور یہ دو ممبر عالم ہونے چاہئیں۔

ششم۔ جہاں کہیں فتنہ ہو ہمارے دوستوں کو چاہئے کہ وہاں جا کر دوسروں کو سمجھائیں اور اس کو دور کریں۔ اس کے لئے اپنی عقلوں اور علموں پر بھروسہ نہ کریں بلکہ خدا تعالیٰ کی توفیق اور فضل کو مقدم کریں اور اس کے لئے کثرت سے دعائیں کریں اپنے اپنے علاقوں میں پھر کر کوشش کرو اور حالاتِ ضروریہ کی مجھے اطلاع دیتے رہو۔

یہ وہ امور ہیں جن پر آپ لوگوں کو غور کرنا چاہئے۔ ان میں فیصلہ اس طرح پر ہو کہ مولوی سید محمد احسن صاحب یہاں تشریف رکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح بھی آپ

کا اعزاز فرماتے تھے اور وہ اپنے علم و فضل اور سلسلہ کی خدمات کی وجہ سے اس قابل ہیں کہ ہم ان کی عزت کریں وہ اس جلسہ شوریٰ کے پریذیڈنٹ ہوں میں اس جلسہ میں نہ ہوں گا تاکہ ہر شخص آزادی سے بات کر سکے جو بات باہمی مشورہ اور بحث کے بعد طے ہو وہ لکھ لی جائے اور پھر مجھے اطلاع دو۔ دعاؤں کے بعد خدا تعالیٰ جو میرے دل میں ڈالے گا اس پر عمل درآمد ہو گا۔ تم کسی معاملہ پر غور کرتے وقت اور رائے دیتے وقت یہ ہرگز خیال نہ کرو کہ تمہاری بات ضرور مانی جائے بلکہ تم خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے سچے دل سے ایک مشورہ دے دو اگر وہ غلط بھی ہو گا تو بھی تمہیں ثواب ہو گا۔ لیکن اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ اس کی بات ضرور مانی جائے تو پھر اس کو کوئی ثواب نہیں۔

میری ان تجاویز کے علاوہ نواب صاحب کی تجاویز پر غور کیا جائے شیخ یعقوب علی صاحب نے بھی کچھ تجاویز لکھی ہیں۔ ان میں سے تین کے پیش کرنے کی میں نے اجازت دی ہے ان پر بھی فکر کی جائے۔

پھر میں کہتا ہوں کہ مولوی صاحب کا جو درجہ ان کے علم اور رُتبہ کے لحاظ سے ہے وہ تم جانتے ہو حضرت صاحب بھی ان کا ادب کرتے تھے پس ہر شخص جو بولنا چاہے وہ مولوی صاحب سے اجازت لے کر بولے۔ ایک بول چکے تو پھر دوسرا پھر تیسرا بولے۔ ایسا نہ ہو کہ ایک وقت میں دو تین کھڑے ہو جائیں جس کو وہ حکم دیں وہ بولے۔ نواب صاحب یا منشی فرزند علی صاحب اس مجلس کے سیکرٹری کے کام کو اپنے ذمہ لیں وہ لکھتے جائیں اور جو گفتگو کسی امر پر ہو اُس کا آخری نتیجہ سنا دیا جائے۔ اگر کسی امر پر دو تجویزیں ہوں تو دونوں کو لکھ لیا جائے۔ اب آپ سب دعا کریں۔ میں بھی دعا کرتا ہوں کیونکہ پھر دوستوں نے کھانا کھانا ہے قادیان کے دوست ساتھ مل کر کھانا کھلائیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو پانی کا انتظام اچھی طرح سے ہو۔ خود بھی دعا کریں۔ مہمان بھی کریں۔ سفر کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اس مشورہ اور دعا کے ساتھ جو کام ہو گا خدا کی طرف سے ہو گا۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ